مصنّف کا تعارف

بریگیڈیئر ناصر شفیق (ریٹائرڈ)، ستارۂ امتیاز (ملٹری)، نے ستمبر 1987 میں آرمرڈ کور میں کمیشن حاصل کیا۔ آپ کمانڈ اینڈ سٹاف کالج کوئٹہ اور ایئر وار کالج کراچی سے سندیافتہ ہیں۔ آپ جنرل سٹاف آفیسر (آپریشنز)، بریگیڈ میجر بکتر بند بریگیڈ اور جنرل سٹاف افسر میکانائزڈ ڈویژن کے عہدوں پر فائز رہے۔ سیاچن گلیشیئر پر خدمات سرانجام دینے کے علاوہ، اسکول آف آرمر اینڈ میکانائزڈ وارفیئر، نوشہرہ میں دوبار بحیثیت اُستاد تعینات رہے۔ آپ نے بحیثیت کمانڈنگ افسر 38 کیولری رجمنٹ اور بحیثیت بریگیڈ کمانڈر 2 انڈیپنڈینٹ بکتر بند بریگیڈ گروپ کو کمانڈ کیا۔ آپ نے سیاسیات، بین الاقوامی تعلقات، ڈیفنس اینڈ اسٹریٹجک اسٹڈیز اور بزنس ایڈمنسٹریشن (ہیومن ریسورس مینجمنٹ) میں ماسٹرز کی ڈگریاں حاصل کر رکھی ہیں۔ مزید بر آں آپ نے بین الاقوامی تعلقات میں ایم فل کی ڈگری بھی حاصل کی ہے اور فی الحال شعبہ بین الاقوامی تعلقات میں پی ایچ ڈی کے طالب علم ہیں۔ آپ آرمی انسٹی ٹیوٹ آف ملٹری ہسٹری میں بطور ریسرچ ڈائریکٹر خدمات انجام دے رہے ہیں۔

مترجّم کا تعارف

لیفٹیننٹ کرنل خالد مصطفیٰ (ریٹائرڈ) نے اکتوبر 1988 میں آرمی سروس کور میں کمیشن حاصل کیا۔ اپریل 1993 میں صومالیہ (افریقہ) گئے جہاں ایک سال تک اقوام متحدہ کی امن فوج کا حصہ رہے۔ بعدازاں آرمی سروس کور سینٹر نوشہرہ میں سینئر ایڈجوٹینٹ تعینات ہوئے۔ 2005 میں اسسٹنٹ ڈائریکٹر پروکیورمنٹ کی ذمہ داریاں سنبھالیں۔ آپ نے شمالی وزیرستان آپریشن میں بحیثیت کمانڈنگ افسر 32 سپلائی اینڈ ٹرنسپورٹ بٹالین کو کمانڈ کیا۔ آپ نے ایم اے اُردو اور ایم اے ابلاغ عامہ کی ڈگریاں حاصل کر رکھی ہیں۔ آپ اُردو زبان کے شاعر، نقاد، محقق اور مترجم ہونے کے ساتھ ساتھ کئی کتابوں کے مصنّف بھی ہیں۔

پبلیشر

آرمی انسٹیٹیوٹ آف ملٹری ہسٹری

252 عزیز بھٹی روڈ، راولپنڈی 46000، پاکستان (+92-51-5202244)

ای میل: editor@aimh.gov.pk

- Lachhman Singh, Victory in Bangladesh, (Dehra Dun: Natraj Publishers, 1981).
- Sukhwant Singh, India's Wars Since Independence: The Liberation of Bangladesh, Volume 1 (New Delhi: Lancer Publishers, 1980).
- Jaswant Singh and S.P. Bhatia, Conflict and Diplomacy: US and the Birth of Bangladesh, Pakistan Divides, (New Delhi: Rupa Cooperate, 2008).
- Sisson, Richard, Rose, Leo E. War and Secession: Pakistan, India, and the Creation of Bangladesh, (Los Angeles: University of California Press, 1990).
- G W Choudhury, The Last Days of United Pakistan, (London: C Hurst & Co, 1974).
- Gul Hassan Khan, Memoirs, (Karachi: Oxford University Press, 1993).
- Hasan Zaheer, The Separation of East Pakistan, (New York: Oxford University Press, 1994).
- Karrar Ali Agha, Witness to Carnage 1971, (Lahore: Salman Art Press, 2011).
- Khadim Hussain Raja, A Stranger in My Own Country, East Pakistan, 1969-1971, (Karachi: Oxford University Press, 2012).
- Matiur Rehman, Bangladesh Today, An Indictment and a Lament, (London: News and Media Ltd, 1978).
- Rao Farman Ali Khan, How Pakistan Got Divided, (Karachi: Oxford University Press, 2017).
- Saadullah Khan, East Pakistan to Bangladesh, (Lahore: Lahore Law Times Publications, 1975).
- Sultan Ahmed, The Stolen Victory, 2nd Edition, (Islamabad: Pakistan Post Foundation, 2018).
- Syed Sajjad Hussain, The Wastes of Times, Published by Ashraf Hussain on behalf of Muslim Renaissance Movement and Notun Safar Prokashani, 1995, e-book, www.storyofbangladesh.com
- Z A Khan, "The Way it Was", defencejournal. com/sept98/ wayitwas1 .htm, assessed on 27 January 2020.

منتخب کتابیات / ریفرینس

- Kamal Matinuddin, Tragedy of Errors: East Pakistan Crisis 1968-1971, (Lahore: Wajid Alis Private Limited, 1994).
- Qutubuddin Aziz, Blood and Tears, (City: United Press of Pakistan Ltd, 1974).
- Yasmin Saikia, Women, War and the Making of Bangladesh: Remembering 1971, (New York: Oxford University Press: New York, 2011).
- Sarmila Bose, Dead Reckoning: Memories of the 1971 Bangladesh War, (London: C. Hurst & Co., 2011).
- William LF. Rushbrook, The East Pakistan Tragedy, (London: Tom Stacey Ltd, 1972).
- Garry J. Bass, The Blood Telegram: India's secret War in East Pakistan, (India: Random House, 2013).
- Afrasiab Mehdi Hashmi Qureshi, 1971: Fact and Fiction, (Lahore: Makhdoom Printing press, 2015).
- Chowdhury, Abdul Mumin, "Behind the Myth of Three Million". Al-Hilal Publishers, London.
- Basant Chatterjee, Inside Bangladesh Today: an eye-witness account, (New Delhi: S. Chand, 1973).
- Fazal Muqeem Khan, Pakistan's Crisis in Leadership, (City: National Book Foundation, 1973).
- A.A.K Niazi, The Betrayal of East Pakistan, (Karachi: Oxford University Press, 1998).
- Stephen Philip Cohen, The Idea of Pakistan, (New Delhi: Oxford University Press, 2006).
- J.F.R Jacob, Surrender at Dacca: Birth of Nation, (New Delhi: Manohar Publishers, 1997).
- D.K Palit, The Lightening Campaign, (Salisbury: Camptan Press, 1972).
- Hakeem Arshad Qureshi, The 1971 Indo-Pak War: A Soldier's Narrative, (Karachi: Oxford Press, 2002).
- K.V. Krishna Rao, Prepare or Perish, (New Delhi: Lancer Publishers, 1991).
- Shaukat Riza, The Pakistan Army 1966-71, (Lahore: Wajid Alis Private Limited, 1990).
- Siddiq Salik, Witness to Surrender, (Karachi: Oxford University Press, 1977).
- Lachhman Singh, Indian Sword Strikes in East Pakistan, (New Delhi: Vikas Publishing House Private Limited, 1979).

کو چاہے وہ مسلح افواج ہوں، سیاسی ادارے ہوں، قیادت ہو یا بیوروکریسی، انفرادی طور پر اس سانحے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ سیکھنے کے لیے بہت سے اسباق ہیں جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ ان غلطیوں کو مستقبل میں نہ دہرایا جائے۔ ان میں سب سے اہم بات یہ ہے کہ معاشرے کے تمام طبقات کو ساتھ لے کر قومی یکجہتی کے ذریعے مادر وطن کی نظریاتی اور جغرافیائی خودمختاری کا تحفظ کیا جائے۔ سیاسی مسائل کو ملک کے وسیع تر مفادات میں سیاسی عمل کے ذریعے حل کرنے کی ضرورت ہے اور اسے اس حد تک بڑھنے نہیں دینا چاہیے جہاں سے واپسی ممکن نہ ہو۔ اگر ضرورت ہو تو فوجی طاقت کا استعمال سیاسی اتفاق رائے اور عوام کی مرضی سے ہونا چاہیے (دہشت گردی کے خلاف ہماری جنگ اس کی ایک مثال ہے)۔ قومی مفادات، سماجی انصاف، مساوات اور قانون کی حکمرانی کو ہمیشہ ہر چیز سے بالاتر رہنا چاہیے۔

مشرقی پاکستان کے معاملے میں، جو کچھ ہونا تھا وہ ہو گیا، اس سے ایک سوال پیدا ہوتا ہے جس پر سنجیدگی سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔ کیا ہمیں اس سانحے پر سوگ مناتے رہنا چاہیے اور ماضی میں زندہ رہنا چاہیے؟ یا پھر بہتر مستقبل کی طرف کوئی راستہ ہے؟

بنگلہ دیش، سابقہ مشرقی پاکستان، ایک زمانے میں پاکستان کا حصہ تھا، لیکن اب یہ ایک حقیقت ہے اور ایک آزاد خودمختار ریاست ہے۔ پاکستان کی طرح اسے بھی غربت، صحت، بنیادی ڈھانچے کی ترقی جیسے مسائل درپیش ہیں اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ توسیع پسندانہ عزائم رکھنے والا اور جارحیت پسند ملک جو ہمیشہ چھوٹے پڑوسیوں پر غلبہ حاصل کرنے کی سازش کرتا رہتا ہے، اس کا پڑوسی ہے۔ پاکستان اور بنگلہ دیش دونوں کی بقاء تلخ ماضی کو بھلانے، ایک دوسرے کو معاف کرنے، اور کھلے دل و دماغ کے ساتھ ترقی پسند اور پرامن مستقبل کے امکانات کو قبول کرنے میں مضمر ہے۔ جنوبی افریقہ اور دنیا کے چند دیگر ممالک کی طرز پر بنائے گئے حقائق کے متلاشی 'سچائی و مفاہمتی کمیشن' کی پیروی کی جانی چاہیے تاکہ دونوں فریقین کے درمیان پیدا شدہ غلط فہمیوں کو دور کیا جا سکے کیونکہ مستقبل عوام سے عوام کے رابطوں اور اقتصادی، سماجی، ثقافتی اور دفاعی تعاون کے ذریعے بہتر اور قریبی دوطرفہ تعلقات میں مضمر ہے۔ نہ صرف پاکستان اور بنگلہ دیش بلکہ جنوبی ایشیا کے تمام ممالک کو باہمی تعاون کو فروغ دینے اور بھارتی تسلط پسندانہ عزائم اور اس کی ہندوتوا پر مبنی پالیسیوں کے خلاف متحد ہونے کی ضرورت ہے۔ ترقی پسند قوموں میں معاشروں کی ترقی پُرامن بقائے باہمی اور علاقائی اور بین الاقوامی امن کو غیر مستحکم کرنے کی کوشش کرنے والی طاغوتی قوتوں کے خلاف اکٹھے ہونے میں ہی مضمر ہے۔

93000 پاکستانی فوجیوں کو جنگی قیدی بنانے والی بات بھی سراسر جھوٹ پر مبنی ہے۔ روایتی طور پر مشرقی پاکستان کے دفاع پر صرف ایک فوجی ڈویژن مامور تھا جو تیرہ ہزار سے لے کر پندرہ ہزار افسروں اور جوانوں پر مشتمل تھا۔ جنرل اے اے کے نیازی کے مطابق ابتدائی طور پر ان کے پاس صرف 34,000 سپاہ تھی۔[65] امن و امان کی بگڑتی ہوئی صورتحال اور ہندوستانی خطرے کے پیش نظر، بحری اور فضائی کمک کے ساتھ مزید دو فوجی ڈویژن مشرقی پاکستان بھیجے گئے۔اس طرح بحریہ اور فضائیہ سمیت مجموعی طور پر تقریباً 58,000 اہلکار اس آپریشن میں شامل ہوئے۔ مشرقی پاکستان میں کام کرنے والے بہت سے عام شہری، بہاری اور مغربی پاکستانی اہل کار اور ان کے اہل خانہ بھی تھے جنھیں ہندوستانی افواج نے نہیں بخشااور انھیں قیدی بنا کر جنگی کیمپوں کے غلیظ ماحول میں رہنے پر مجبور کیا۔

فوجی ہلاکتیں اور جنگی قیدی

جنگ کے باقاعدہ آغاز سے قبل نومبر کے مہینے میں مشرقی پاکستان میں موجود پاکستانی فوج کی کل تعداد 1833 افسران اور 50,232 دیگر افراد پر مشتمل تھی جس میں جونیئر کمیشنڈ افسران، نان کمیشنڈ افسران اور جوان شا مل تھے۔[66] اپریل سے اکتوبر تک 237 کمیشنڈافسران، 136 جونیئر کمیشنڈ افسران اور 3559 جوان شہید ہوئے۔[67] 21 نومبر سے 16 دسمبر تک مشرقی پاکستان میں جنگ کے دوران 115 کمیشنڈافسران، 40 جونیئر کمیشنڈ افسران اور 1182 جوان شہید ہوئے۔[68] لیفٹینٹ جنرل کمال متین الدین(ریٹائرڈ) کے مطابق اپریل سے 16 دسمبر 1971 تک پاک فوج کے کل 354 کمیشنڈافسران، 192 جونیئر کمیشنڈ افسران اور 5320 جوان شہید ہوئے۔[69] مشرقی پاکستان میں بھارتی ہلاکتوں کی تعداد 1421 اور زخمی ہونے والوں کی تعداد 4058 تھی۔[70] مئی 1974 کے وسط تک ہندوستان سے واپس بھیجے گئے جنگی قیدیوں کی کل تعداد 89,981 تھی۔ ان میں سے 57,944 کا تعلق پاکستان کی بری، بحری اور فضائی افواج سے تھا جن میں بری، بحری اور فضائی افواج کے 1818 افسران، 2138 جونیئر کمیشنڈ افسران، 51،897 جوان، 1319 نیوی کے اہل کار اور 772 ایئر مین شامل تھے۔باقی ماندہ 32,037 کی تفصیلات یہ ہیں۔ رینجرز، ایف سی اور پولیس سے 20,766، دفاعی بجٹ سے تنخواہ پانے والے سویلین 882 اور 10،389 عام شہری ۔[71] یہ اعداد و شمار میجر جنرل سید اطہار حسین شاہ (ریٹائرڈ) نے اپنی تحقیقی کتاب "A Thousand Miles Apart" میں بھی نقل کئے ہیں۔[72]

تجزیہ اور آئندہ کا لائحہ عمل

وجوہات اور حالات کچھ بھی ہوں پاکستان کی تخلیق کے صرف 24 سال بعد اس کا ٹوٹنا ایک ناقابل معافی جرم اور بدنما داغ ہے جو تمام پاکستانیوں کے ساتھ ہمیشہ رہے گا۔ یہ مجموعی طور پر ایک قومی ناکامی تھی اور معاشرے کے کسی ایک جزو

65 A.A.K Niazi, *The Betrayal of East Pakistan*, (Karachi: Oxford University Press, 1998).
66 Kamal Matinuddin, *Tragedy of Errors*, 430.
67 Riza, *The History of Pakistan Army*, 109.
68 Hasan Zaheer, *The Separation of East Pakistan*, Oxford University Press, (New York, 1994) 418, 419.
69 Kamal Matinuddin, *Tragedy of Errors*, 430.
70 Jacob, *Surrender at Dacca*, 157.
71 *Daily Dawn*, Karachi, 1 May 1974.
72 Ithar Hussain Shah, *A Thousand Miles Apart*.

سہگل اور بیٹینا روبوٹکا[56]، سرمیلا بوس [57] (ایک بنگالی ہندو پروفیسر) اور ان جیسے دیگر کئی نامور مصنفین کی تحقیق سے یہ سب باتیں غلط اور فرضی ثابت ہو چکی ہیں۔ معروف محقق یاسمین سایقہ بتاتی ہیں کہ مغربی پاکستان کے فوجی درندہ صفت اور وحشی نہیں تھے جیسا کہ ان کی تصویر کشی کی گئی ہے لیکن وہ فوجی جو خانہ جنگی کے درمیانی عرصے میں جس کے لیے وہ تیار نہیں تھے، انسانی اقدار کو برقرار رکھنا مشکل محسوس کرتے تھے۔[58] تیس لاکھ بنگالیوں کا قتل سوویت اخبار ”پراودا“[59] کی غلط رپورٹنگ پر مبنی ایک کہانی ہے جو بعد میں بنگالی قیادت کی بیان بازی بن گئی۔ یہ ایک عام پروپیگنڈا ہے جو اکثر اس طرح کے تنازعات کے دوران دیکھا جاتا ہے۔

سرمیلا بوس اور انکی کتاب

(Source: goodreads.com) (Source: voiceofeast.net)

تیس لاکھ لوگوں کے قتل کا الزام انتہائی مبالغہ آرائی پر مبنی ہے[60] اور ان دس مہینوں میں مارے جانے والے تیس لاکھ بنگالیوں کے اعداد و شمار حقیقت سے کوسوں دور ہیں۔[61] سادہ حساب کتاب کے مطابق 265 دنوں میں یعنی 26 مارچ سے 15 دسمبر 1971 تک مشرقی پاکستان کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تقریباً 40,000 افراد جو ہندوستانی فوج اور مکتی باہنی کے ساتھ شدید لڑائیوں میں مصروف ہیں روزانہ 11,320 اہلکاروں کے قتل اور 754 خواتین کی عصمت دری کر رہے تھے؟ یہ ہرگز ممکن نہیں اور بہت حقیقت سے دُور معلوم ہوتا ہے۔“

بنگلہ دیش کے قیام کے بعد، ان کی حکومت نے قتل کے ہر رپورٹ ہونے والے کیس کے لیے 2000 ٹکا[62] (بنگلہ دیشی کرنسی) کی انعامی رقم کا اعلان کیا لیکن ان اعداد و شمار کا عشرعشیر بھی سامنے نہیں آیا اور جو واقعات سامنے آئے وہ بھی کسی مجرم کی نامزدگی کے بغیر تھے اور سچائی پر مبنی نہ تھے۔ 1993 میں بنگلہ دیش کی قومی اسمبلی میں ان اعداد و شمار کو کرنل اکبر حسین (مکتی جودھا اور صدر جنرل ضیاء الرحمان اور وزیر اعظم خالدہ ضیا کی کابینہ کے وزیر) نے بھی چیلنج کیا تھا۔[63] سرمیلابوس اپنی مشہور زمانہ کتاب ”Dead Reckoning“ میں لکھتی ہیں کہ بنگلہ دیشی عینی شاہدین اور 1971 کے واقعات کے شرکاء نے اسے بتایا کہ پاکستانی فوج سے خواتین کو کسی قسم کا کوئی نقصان نہیں پہنچا سوائے کراس فائر کے۔[64]

56 Ikram Sehgal & Bettina Robotka, *Blood over Different Shades of Green*, Oxford University Press, Karachi, 2020, 222.
57 Sarmila Bose, *Dead Rockoning: Memories of the 1971 Bangladesh War*, C.Hurst & Co., London, 2011, 177.
58 Yasmin Saikia, *Women, War and the Making of Bengladesh*: *Remembering 1971*, Oxford University Press, New York, Pakistan, New Delhi, 2011.
59 Junaid Ahmad, *Creation of Bangladesh: Myths Exploded*, AJA Publishers Karachi, 2016, 258.
60 Ingvar Oja reported in Dagens Nyheter on 1st March, 1973.
61 Peter Gill. *Daily Telegraph*, 16 April 1973.
62 Abdul Mumin Chowdhury, *Behind the Myth of Three Million*, Al-Hilal Publishers, London, 1996, 24.
63 Ibid, 5.
64 Sarmila Bose, 'Losing the Victims: Problems of Using Women as Weapons in Recounting the Bangladesh War', *Economic and Political Weekly*, Vol. 42, no. 38, 22 Sep, 2007.

باوجود ان کے ہاتھ پاوں باندھ کر انھیں ڈوبنے کے لیے دریا میں پھینک دیا گیا۔[45]

علیحدگی پسندوں نے لاتعداد انسانی جانیں لیں، لوگوں کو زخمی کیا اور ان میں سے اکثر کو حملے کر کے معذور کر دیا۔ لاتعداد لوگوں کو مارا پیٹا گیا، کوڑے مارے گئے، جسم کاٹے گئے اور لوگوں کو ذبح کیا گیا،[46] چہرے مسخ کر دیے گئے ۔ ہزاروں پاکستان نواز بنگالیوں اور بہاریوں کو اس الزام پر گرفتار کیا گیا کہ وہ علیحدگی کی جنگ میں رکاوٹ بنے۔ علیحدگی پسندوں کا ساتھ نہ دینے والوں میں سے کچھ لوگ جیل میں ڈال دیئے گئے اور کچھ کو مار دیا گیا۔ ”جیل میں ڈالے گئے افراد مارے جانے والوں کے مقابلے میں خوش نصیب ثابت ہوئے کہ وہ زندگی کی نعمت سے محروم نہ ہوئے۔ بہت سے لوگوں کو سرعام مارا پیٹا گیا“۔[47] ڈھاکہ جیل کی تاریخ میں اس سے پہلے کبھی اتنے پڑھے لکھے لوگوں کو جیل میں بند نہیں کیا گیا تھا۔ جیل میں بند ہونے والوں میں پانچ پی ایچ ڈی، بیرسٹرز ، ہائی کورٹ کا ایک جج، سرکاری ملازمین، ڈاکٹر، وکیل وغیرہ شامل تھے۔[48] پچاس ہزار سے زائد مردوں،خواتین اور بچوں کو جیل میں بند کیا گیا ۔ بہت سی بنگالی شخصیات راتوں رات غائب کر دی گئیں۔[49] مکتی باہنی 16 دسمبر کے بعد بہت نڈر ہوگئی تھی۔ مختلف چشم دید گواہوں کے انٹرویو لینے والی مشہور اطالوی صحافی اوریانا فالاچی اور گریان فرانکو مورولڈو لکھتے ہیں ”ہتھیار ڈالنے کے دو ہفتے بعد، غیر بنگالی قتل و غارت گری کا شکار ہونے لگے۔ مکتی باہنی ہر اُس شخص کو مار مار کر اپنا بدلہ لے رہی تھی جو انھیں دشمن معلوم ہوتا تھا“۔[50] سقوط ڈھاکہ کے بعد وہ اس قدر بے قابو ہو چکے تھے کہ انھیں راہ راست پر لانے کے لئے بھارتی فوج کو کئی مکتیوں کو قتل کرنا پڑا۔[51]

من گھڑت کہانیاں اور حقیقتیں

افسوس کی بات ہے کہ اس سانحے کے ساتھ چند من گھڑت کہانیاں جڑی ہوئی ہیں جن کی وضاحت پاکستان نے کبھی نہیں کی اور پوری دنیا نے ان پر یقین کرنا شروع کر دیا ہے۔ انٹرنیٹ اور ویب کے صفحات اس زہریلے پروپیگنڈے سے بھرے پڑے ہیں اور یہ مسلسل تمام لوگوں کے ذہنوں کو پراگندہ کر رہے ہیں۔ یہ من گھڑت باتیں تیس لاکھ بنگالیوں کو مارنے کی ہیں، دو لاکھ خواتین کی عصمت دری سے متعلق ہیں اور ترانوے ہزار مسلح افواج کے اہلکاروں کی بابت ہیں جنھیں جنگی قیدی بنا لیا گیا تھا۔ ولیم رشبروک[52]، مسٹر افراسیاب[53]، عبدالمومن چودھری[54]، ڈاکٹر جنید احمد[55]، مسٹر اکرام

45 Dr Abdul Mumin Chowdhury, *Behind the Myth of Three Million*, 41.
46 Dr Abdul Mumin Chowdhury, *Behind the Myth of Three Million*, Published by Hamidur Rehman, Al Hilal Publishers Ltd, London, e-book published by www.storyofbangladesh.com, 38 and 40.
47 Syed Sajjad Hussain, *The Wastes of Time*, Published by Ashraf Hussain on behalf of Muslim Renaissance Movement and Notun Safar Prokashani, 1995, e-book, www.storyofbangladesh.com, 24.
48 Sajjad Hussain, *The Wastes of Time*, 72.
49 Matiur Rehman, *Bangladesh Today, An Indictment and a Lament*, Published by News and Media Ltd, 33, Stround Green Road, (London, N4 3 EF, 1978), 22, 25 and 26.
50 Illustrated Weekly L Europe, January 13, 1972 (Italian).
51 Kamal Matinuddin, *Tragedy of Errors*, 238.
52 William LF. Rushbrook, *The East Pakistan Tragedy*, Tom Stacey Ltd, London 1972.
53 Afrasiab, 1971: *Fact and Fiction*, Makhdoom Printing press Lahore, 2015.
54 Abdul Mumin Chowdhury, *Behind the Myth of Three Million*, Al-Hilal Publishers, London, 1996.
55 Junaid Ahmad, *Creation of Bangladesh: Myths Exploded*, AJA Publishers Karachi, 2016, 9.

1971 میں مشرقی پاکستان کے اندر ہونے والے قتل عام کی بہت سی تصاویر جو انٹرنیٹ پر دکھائی گئی ہیں، دراصل بہاریوں کی ہیں، جنہیں مکتی باہنی اور دیگر ہندوستانی ایجنٹوں نے پاکستانی مسلح افواج کو بدنام کرنے کے لیے نشانہ بنایا تھا۔ یہ دراصل مکتی باہنی، را کے ایجنٹوں، بھارتی تخریب کاروں اور معاشرے کے دیگر جنونی عناصر کی طرف سے کی گئی حقیقی نسل کشی تھی۔ حقیقی نسل کشی کی یہ بھیانک اور ہولناک کہانیاں مشہور دانشور قطب الدین عزیز نے اپنے 173 چشم دید گواہوں کے انٹرویوز کے ذریعے ریکارڈ کی ہیں۔[42] بنگلہ دیش کے قیام کے صرف تین دن بعد 19 دسمبر 1971 کو جب ڈھاکہ میں ہزاروں بھارتی فوجی دستے موجود تھے، قادر صدیقی کی سربراہی میں وردی میں ملبوس مکتی باہنی اہلکاروں نے ہزاروں تماشائیوں اور بین الاقوامی میڈیا کی موجودگی میں پہلے کچھ بہاری لوگوں کو بری طرح پیٹااور پھر ان کو سنگینیں مار مار کر قتل کر دیا۔ قادر صدیقی نے خود تین قیدیوں کو سنگینیں مار مار کر موت کے گھاٹ اتارا۔ بین الاقوامی میڈیا

قطب الدین عزیز
(Source: wordpress.com)

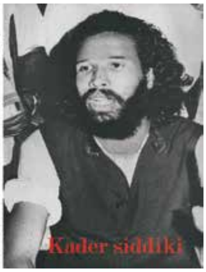

قادر صدیقی
(Source: pinterest.com) (Source: alchetron.com)

نے ساتھ کھڑے ہو کر ان مناظر کی تصویریں اور ویڈیوز بنائیں۔ یہ تصاویر 6 جنوری 1972 کو ٹائم میگزین میں شائع ہوئیں۔[43]

ڈھاکہ یونیورسٹی کے وائس چانسلر ڈاکٹر سید سجاد حسین اور ڈاکٹر حسن زمان کو مکتی باہنی نے 19 دسمبر 1971 کو ان کے گھروں سے اٹھایا۔ ان پر تشدد کیا اور انھیں سڑک کے کنارے زخمی حالت میں مرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا۔ ڈاکٹر سجاد کو ایک راہگیر نے ہسپتال پہنچایا اور وہ بچ گئے اگرچہ وہ کبھی بھی اپنے زخموں سے مکمل طور پر صحت یاب نہ ہو سکے۔ ڈاکٹر زمان بھی حملے کے بعد بچ گئے۔[44] سابق مسلم لیگی رہنما امجد علی کو سلہٹ شہر میں درگاہ حضرت شاہ جلال سے باہر لے جا کر بے دردی سے قتل کر دیا گیا۔ اس کی مسخ شدہ لاش کو کئی دنوں تک سڑنے کے لیے چھوڑ دیا گیا۔ پاکستان ڈیموکریٹک پارٹی کے نائب صدر مولوی فرید کو گرفتار کیا گیا۔ بعد ازاں ان کی جلد کو بلیڈ سے کاٹ کر زخموں پر نمک ڈالا گیا۔ اس کے بعد انھیں قتل کر کے لاش کی بے حرمتی کی گئی۔ چوموہری کالج نوکھلی کے بنگالی شعبہ کے سربراہ پروفیسر طارق اللہ کو گرفتار کیا گیا۔بعدازاں ان پر تشدد کر کے قتل کر دیا گیا۔ ڈھاکہ کے مولانا پیر دیوان علی کو گرفتار کر کے سرعام کوڑے مارے گئے۔ بہت سی ہڈیاں ٹوٹنے کے

ڈاکٹر سید سجاد حسین
(Source: pathagar.org)

مولوی فرید
(Source: en.banglapedia.org)

42 Qutubuddin Aziz, *Blood and Tears*, United Press of Pakistan Ltd, 1974, 98-99.
43 Matiur Rehman, *Bangladesh Today*, 28, Jacob, *Surrender at Dacca*, 146 and Fazal, *Pakistan's Crisis*, 191.
44 Sajjad Hussain, *The Wastes of Time*, 9-10.

فیلڈ مارشل مانیک شا
(Source: bbc.com)

بعد ایک ویڈیو انٹرویو میں 1971 کی جنگ کے دوران ہندوستانی فوج کے سربراہ فیلڈ مارشل مانیک شا نے مشرقی پاکستان میں لڑنے والے پاکستانی دستوں کی بہادری اور جنگی جذبے کو سراہتے ہوئے پاکستان کی مسلح افواج کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا۔

اجتماعی قتل کی ان کہی داستانیں

پہلے مارچ 1971 میں اور پھر دسمبر 1971 میں سقوط ڈھاکہ کے فوراً بعد بہت خونریزی ہوئی۔ مارچ 1971 میں آپریشن سرچ لائٹ کے بعد شدت پسندی کی ایک شدید لہر شروع ہوئی جب لاکھوں اردو بولنے والے بہاریوں، پاکستان کے حامی بنگالیوں (بشمول البدر اور الشمس) اور دیگر بے گناہ لوگوں، جو پاکستان کے اتحاد کے حامی تھے، کو بے

مکتی باہنی کے مظالم کی ایک جھلک
(Source: pinterest.com)

دردی سے قتل کیا گیا۔ سقوط ڈھاکہ کے وقت مکتی باہنی اور دیگر ہندوستانی ایجنٹوں کے ہاتھوں تمام غیر بنگالیوں، خاص طور پر اردو بولنے والے بہاریوں اور مغربی پاکستانیوں کے قتل کی ایک لرزہ خیز لہر بھی دیکھنے کو ملتی ہے جس میں ان کے بچوں کے جسموں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا، عورتوں کی عصمت دری کی گئی، املاک کو لوٹا گیا، گھروں کو جلایا گیا اور بچ جانے والوں کو انتہائی غیر انسانی اورغلاظت بھرے کیمپوں میں ڈال دیا گیا جہاں وہ آج تک رہ رہے ہیں۔ یہ سب ہندوستانی فوج کی موجودگی میں ہوا جس نے اقلیتوں کے تحفظ کی ضمانت دی تھی۔لوگوں کو ان کے گھروں سے گھسیٹ کر نکالنے کے بعد انھیں وہیں مار دیا جاتا۔[38] 1972 کے پہلے چھ ماہ میں، ڈھاکہ جیل جس میں 1966 افراد کی گنجائش تھی، 14,000 نام نہاد باغیوں سے بھری ہوئی تھی جن میں بنگالی بھی تھے۔ ”ہٹلر کے جرمنی میں نازیوں پر جس بدترین تشدد کا الزام لگایا جاتا تھا اسے نہ صرف دہرایا گیا بلکہ اس حد سے بھی تجاوز کیا گیا“۔[39] 50,000 سے زیادہ مرد، خواتین اور بچوں کو جیلوں میں ڈال دیا گیا۔ مکتی باہنی کے لوگ اکثر چند قیدیوں کو جیل سے لے جاتے اور بغیر مقدمہ چلائے گولی مار دیتے۔ کئی ممتاز بنگالی شخصیات راتوں رات غائب ہو گئیں۔[40] ان تمام مظالم کو قانونی جواز فراہم کرنے کے لیے، بنگلہ دیش کی حکومت نے 1973 میں ”بنگلہ دیش کی قومی آزادی کی جدوجہد“ کی آڑ میں ایک صدارتی حکم نامہ جاری کیا جس میں لکھا تھا کہ ”یکم مارچ 1971 سے لے کر 16 دسمبر 1971 کی مدت کے دوران اور 28 فروری 1972 تک قومی آزادی کی جدوجہد اورامن و امان کی بحالی کے سلسلے میں کیے گئے کسی بھی عمل کی وجہ سے کسی بھی شخص کے خلاف کسی عدالت میں کوئی مقدمہ، استغاثہ یا دیگر قانونی کارروائی نہیں کی جائے گی“۔[41]

38 Fazal, *Pakistan's Crisis*, 191.
39 Sajjad Hussain, *The Wastes of Time*, 39 and 45.
40 Matiur Rehman, *Bangladesh Today,* An Indictment and a Lament, Published by News and Media Ltd, 33, Stround Green Road, (London, N4 3 EF, 1978), 22, 25 and 26.
41 http://bdlaws.minlaw.gov.bd/act-print-450.html, accessed on 17 December 2021.

جی ایچ کیو سے مشرقی پاکستان کو یہ آخری حکم ملنے کے بعد لیفٹیننٹ جنرل امیر عبداللہ خان نیازی نے 16 دسمبر 1971 کو شام ساڑھے چار بجے ہتھیارڈالنے کی دستاویزات پر دستخط کیے اور اس کے ساتھ ہی بدقسمتی سے متحدہ پاکستان کا خواب ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دفن ہو گیا۔ افسوس کی بات یہ تھی کہ جس خراب سیاسی صورت حال نے افواج پاکستان کو ناخوشگوار اور ناپسندیدہ حالات سے دوچار کیا تھا وہ پاکستان کے ٹوٹنے کا باعث بنی۔اگر سیاسی قیادت سمجھداری سے کام لیتے ہوئے قومی مفادات کو ذاتی اور علاقائی مفادات پر مقدم رکھتی تو یقیناً اس سے بچا جا سکتا تھا۔ اپنے مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے ہندوستان نے مشرقی پاکستان کی بنگالی آبادی کے ذہنوں کو آلودہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی۔اگر بیرونی مداخلت کا سہارا لیے بغیر اسے ایک اندرونی معاملے کے طور پر پاکستان پر چھوڑ دیا جاتاتو کوئی نہ کوئی قابل عمل حل نکالا جا سکتا تھا۔

لیفٹیننٹ جنرل اے اے کے نیازی
(Source: alchetron.com)

پاکستانی مسلح افواج نے بھاری ہتھیاروں کے بغیر، افرادی قوت اور ہتھیاروں کے لحاظ سے اپنے سے چارگنا بڑے دشمن کی 9 ماہ پر محیط ایک طویل شورش کا مقابلہ کیا۔ ہماری فوج متحدہ پاکستان کے دفاع کے لیے بے مثال جرات،عزم اور حوصلے سے لڑی۔ پاک فضائیہ اور پاک بحریہ اپنے کم وسائل کے باوجود پاکستانی فوج کے شانہ بہ شانہ رہے۔بین الاقوامی برادری نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں متعدد قراردادوں کے ذریعے صورتحال پر چند دنوں تک بحث کی لیکن سوویت یونین کی جانب سے ویٹو کیے جانے اور اقوام متحدہ میں پاکستان کی

اجلاس سیکورٹی کونسل - اقوام متحدہ
(Source: shwenaychi.com)

جانب سے صورتحال کو سفارتی طور پر صحیح طریقے سے نہ سنبھالنے کی وجہ سے ، کسی اتفاق رائے پر نہیں پہنچ سکی۔ سلامتی کونسل کی پیش کردہ قراردادوں کی بروقت منظوری پاکستان کو بہت زیادہ خونریزی، ہتھیار ڈالنے کی رسوائی اور قیدوبند کی صعوبتوں سے بچا سکتی تھی۔سلامتی کونسل کی غیر فعالیت اور اقوام متحدہ میں پاکستان کی جانب سے صورتحال سے نمٹنے کی نااہلیت کے نتیجے میں ممکنہ جنگ بندی کو پسپائی میں تبدیل کر دیا گیا۔حکومت کے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ مشرقی پاکستان میں موجود پاکستانی افواج کو ہتھیار ڈالنے کی بھارتی پیشکش کو قبول کرنے کا حکم دے تاکہ معصوم شہریوں کے خون بہانے کے سلسلے کو روکا جا سکے۔

پاکستانی فوجیوں کی کارکردگی اور ان کے جنگی جذبے کو ہندوستانیوں نے بھی سراہا۔ جنرل جگجیت سنگھ اروڑہ، سپہ سالارمشرقی کمان نے بھی پاکستانی افواج کی جنگی کارکردگی کو سراہتے ہوئے کہا کہ انفرادی طور پر پاکستانی فوجیوں، یونٹوں اور ذیلی یونٹوں نے عزم وہمت اور عسکری قابلیت کے ساتھ انتہائی اچھی جنگ لڑی لیکن ان کا جنگی منصوبہ مجموعی طور پر ناقص تھا۔ جنرل اروڑہ کا خیال تھا کہ اگر جنرل نیازی اپنی عسکری قوت کو میگھنا اور مادھومتی دریاؤں کی قدرتی رکاوٹوں کے درمیان مرکوز کر دیتے تو وہ جنگ کو کئی ماہ تک جاری رکھ سکتے تھے۔برسوں

اور 101 کمیونیکیشن زون کے عناصر اکٹھے ہو کر 14 دسمبر کو ڈھاکہ کے مضافات میں داخل ہوئے جس سے پاکستانی مشرقی کمان زبردست دباؤ میں آ گئی۔ اس وقت پاکستانی فوجیں کئی مورچوں پر جمی ہوئی تھیں لیکن بکھری ہوئی تھیں اور ڈھاکہ کے دفاع کے لیے واپس آنے کی حالت میں نہیں تھیں۔

سقوط ڈھاکہ

مشرقی پاکستان کے زمینی حقائق اور سلامتی کونسل کی قراردادوں نے جنھیں روس کی طرف سے بار بار ویٹو کیا جا رہا تھا، پاکستان کو انتہائی نازک صورتحال میں ڈال دیا۔ اس صورت حال کی وجہ سے صدر یحییٰ خان 14 دسمبر کو مشرقی پاکستان کے نام مایوس کُن حکم نامہ جاری کرنے پر مجبور ہوئے۔ واضح طور پر دیا گیا یہ حکم گورنر اور کمانڈر ایسٹرن کمانڈ کے نام تھا جو 14 دسمبر 1971 کو سہ پہر 3:30 بجے ڈھاکہ میں موصول ہوا۔ حکم نامہ کچھ یوں تھا:

ڈاکٹر اے ۔ ایم مالک
گورنر مشرقی پاکستان – (1971)
(Source: Book-Witness to Surrender)

فلیش (Flash)

منجانب : صدر پاکستان

بنام : گورنر / لیفٹیننٹ جنرل اے اے کے نیازی

"آپ نے سخت مشکل حالات میں بہادری سے جنگ لڑی ہے۔قوم کو آپ پر فخر ہے اور پوری دنیا آپ کی معترف ہے۔میں نے اس مسئلے کا قابل قبول حل تلاش کرنے کے لیے حتی الوسع کوشش کی ہے۔اب آپ اس جنگ کے اس موڑ تک آ چکے ہیں جہاں مزید مزاحمت ممکن نہیں اور نہ ہی اس کا کوئی فائدہ ہو گا۔اب اس میں انسانی جانوں کے ضیاع اور تباہی کے سوا کچھ نہیں۔اب آپ کو لڑائی ختم کرنے اور مسلح افواج کے تمام اہلکاروں اور مغربی پاکستان سے تعلق رکھنے والے وفادار عناصر کی زندگیوں کے تحفظ کے لیے تمام ضروری اقدامات اُٹھانے چاہئیں۔اسی دوران میں نے اقوام متحدہ پر زور دیا ہے کہ وہ فی الفور مشرقی پاکستان میں کشیدگی کے خاتمے کے لیے اپنا اثر و رسوخ استعمال کریں اور مسلح افواج اور دیگر تمام لوگوں کی حفاظت کی ضمانت دیں جو ممکنہ طور پر شرپسندوں کا نشانہ بن سکتے ہیں۔"

اس تحریری حکم نامے(سگنل پیغام) کے بعد کچھ مزید ہدایات موصول ہوئیں جو 15 دسمبر کو جی ایچ کیو سے ڈھاکہ کے لیے آخری ہدایات ثابت ہوئیں۔فوج کے چیف آف سٹاف (COS) کی طرف سے جنرل نیازی کو یہ حکم نامہ (G-0015) 15 دسمبر کو صبح 11:50 پر بھیجا گیا تھا جس کے مندرجات کچھ یوں تھے:

"(حوالہ نمبرG-1310) صدر کو دیا گیا آپ کا جواب دیکھا اور ہندوستانی چیف آف آرمی سٹاف(COAS) کا آن ایر جواب سنا۔ چیف آف آرمی سٹاف(COAS) انڈیا کی طرف سے دی گئیں شرائط قبول کریں کیونکہ وہ آپ کی ضروریات کو پورا کرتی نظر آتی ہیں تاہم یہ مقامی فوجی قیادت کا فیصلہ ہو گا جس کا سیاسی حالات پر کوئی اثر نہیں ہو گا۔"

دوسری طرف نیویارک میں جب 15 دسمبر کو سلامتی کونسل کا اجلاس شروع ہوا تو یہ خبر ملی کہ 16دسمبر کو مشرقی پاکستان میں پاکستانی افواج کے ہتھیار ڈالنے کے انتظامات کیے جا رہے ہیں۔[37] اس خبر سے جنگ بندی کی تمام سفارتی کوششیں یکسر ختم ہو گئیں۔

37 Kamal Matinuddin, *Tragedy of Errors*, 444-452.

عمدہ مثال تھی۔ اس وقت پاکستانی فوجی پسپائی اختیار کر رہے تھے۔ان کے پاس فضائی مدد بالکل نہیں تھی۔ شمالی حصے سے بھارتی 18 راجپوت یونٹ کے دستوں کے اچانک نمودار ہونے سے انہیں تھوڑی پریشانی ہوئی۔ ایسے حالات میں کوئی دوسری فوج ہوتی تو حوصلہ ہار جاتی تاہم اچھی تربیت اور جذبہ حب الوطنی سے سرشار پاکستانی فوجیوں نے ثابت کر دیا کہ صحیح قیادت کے ہوتے ہوئے انتہائی نامساعد حالات میں بھی معجزے رونما ہو سکتے ہیں۔ جونیئر افسران اور فوجی دستے اس جنگ کے انجام تک ثابت قدم رہے اورملک کو بچانے کے لئے اپنی پوری کوشش کرتے رہے۔[36]

- **مرکزی محاذ۔ڈھاکہ کے لیے جنگ**

اس محاذ کا دفاع (نقشہ نمبر 5) میجر جنرل جمشید کے ماتحت 36 عارضی ڈویژن کو سونپا گیا تھا جس میں صرف ایک بریگیڈ 93 (عارضی بریگیڈ) شامل تھا جو دو انفنٹری بٹالین پر مشتمل تھااورکچھ سابق مشرقی پاکستان کی سول آرمڈ فورسز کے دستے تھے۔ پاکستانی اعلیٰ کمان کے جائزے کے مطابق، اس محاذ پر کوئی خطرہ نہیں تھا یا کم سے کم خطرہ تھا۔اس محاذ پر میجر جنرل جی ایس ناگرا کی قیادت میں ہندوستان کے 101 کمیونیکیشن زون نے حملہ کیا۔ 101 کمیونیکیشن زون میں 95 اور 167 پہاڑی بریگیڈ شامل تھے اور انھیں مکتی باہنی کی مدد بھی حاصل تھی۔پاکستانی فوجیوں نے ابتدا میں سخت مزاحمت کی لیکن بعد ازاں وہ 6 دسمبر کو میمن سنگھ اور جمال پور کی طرف پسپا ہو گئے اور 10 دسمبر تک اس پوزیشن پر ڈٹے رہے۔14 ڈویژن اور 39 عارضی ڈویژن کے زیر ہوتے ہی ڈھاکہ مکمل طور پر

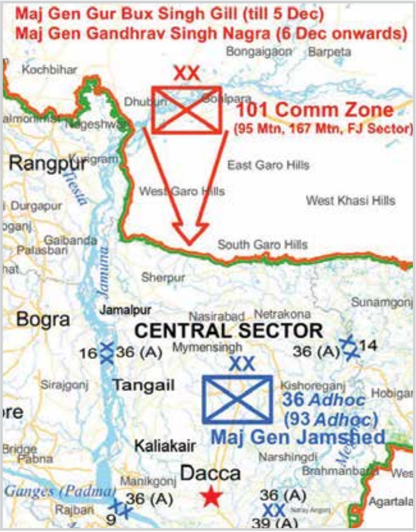

نقشہ - 5 : مرکزی محاذ
(Copyright © AIMH, 2021)

خطرے سے دوچار ہو چکا تھا۔اسی دوران 11 دسمبر کو ہندوستانی چھاتا بردار بریگیڈ کی ایک بٹالین کو بھی تانگیل میں اُتارا گیا جو ہندوستانی 4 کور کے دستوں سے ملنے میں کامیاب ہوگئی۔ لہٰذا 36 عارضی ڈویژن کو کلیا کیرواپس جانے کا حکم دیا گیا تاہم وہ اپنی منزل تک نہیں پہنچ سکا۔ ہندوستانی 4 کور، چھاتا بردار بریگیڈ

نقشہ : ڈھاکہ باؤل
(Source: pinterest.com)

36 Ithar Hussain Shah, *A Thousand Miles Apart.*

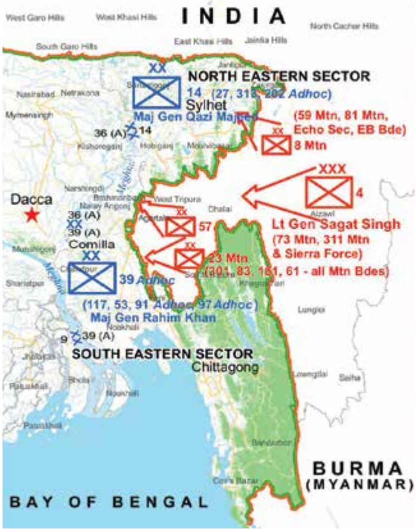

نقشہ-4: مشرقی محاذ
(Copyright © AIMH, 2021)

کیا۔ ہندوستانی دستے کومیلا کے جنوب میں سڑک کا راستہ کاٹنے میں کامیاب ہو گئے۔ پاکستانی 53 بریگیڈ نے سڑک کی رکاوٹ ختم کرنے کی کوشش کی جس میں ناکام ہو کر وہ کومیلا کے مضبوط حصار میں واپس چلے گئے۔ یہ مضبوط حصار تمام تر مشکلات کے باوجود 16 دسمبر تک پاکستانی فوج کے قبضے میں رہا تاہم 97 عارضی بریگیڈ چٹاگانگ کے علاقے میں الگ تھلگ ہو کے رہ گیا۔

12 دسمبر کے لگ بھگ میزورام میں گوریلا مخالف کارروائیوں کے لیے میجر جنرل سوجن سنگھ کے تیار کردہ اور تربیت یافتہ ہندوستانی خصوصی دستوں کو چٹاگانگ کے پہاڑی علاقوں میں جانےاور رنگاماٹی پر قبضہ کرنے کا حکم ملا۔[32] ان خصوصی دستوں کو مشرق سے چٹاگانگ کو دباؤ

نقشہ: چٹاگانگ و قرب و جوار
(Source: theprint.in)

میں لانے کا فریضہ بھی انجام دینا تھا۔انھی خصوصی دستوں نے میزورام میں مشرقی پاکستان کی سرحد کے ساتھ چار مقامات سے چٹاگانگ کے پہاڑی علاقوں پر حملے کا آغاز کیا۔ شمال سے جنوب تک یہ اڈے ماریارہ، دیماگیری، بورناپانسوری اور جارولچاری میں تھے۔[33] پاکستانی فوجی اپنی دفاعی پوزیشن پر قائم رہے۔ 15 دسمبر کو ہندوستانیوں نے ہیلی کاپٹروں کے ذریعے اپنی چھاتا بردار فوج کو رنگاماٹی کے مغرب میں اتارا۔ پاکستانی 2 کمانڈو بٹالین کے دستوں نے انھیں روکے رکھا۔ علاقے میں موجود باقی فوجی دستے 2 کمانڈو کے ساتھ، چٹاگانگ کی طرف پسپائی اختیار کرنے میں کامیاب ہو گئے۔[34] جنگ ختم ہونے کے بعد جنرل سوجن سنگھ کی تیار کردہ خصوصی فوج چٹاگانگ پہنچ گئی۔[35]

پاکستانی 27 بریگیڈ کے مختلف دستوں کی طرف سے 9 دسمبر کو پیش قدمی کرنے والے 18 راجپوت کے دستوں کے خلاف جوابی حملہ پاکستانی افسروں اور سپاہیوں کی حاضر دماغی اور جارحانہ پن کی

32 Jacob, *Surrender at Dacca*, 123 and 412.
33 John H Gill, *An Atlas of the 1971 India-Pakistan War, The Creation of Bangladesh, Published* by National Defence University near South East Asia Centre for Strategic Studies, (Washington DC, 2003), 32.
34 *Regimental History* of 2 Commando Battalion.
35 Jacob, *Surrender at Dacca*, 123.

کے جوہر دکھائے۔ بھارتی اپنی اس جارحیت کو بجلی کی سی تیزی سے شروع کی گئی مہم سے تعبیر کرتے ہیں مگر اُن کے اس دعویٰ کو فوجی معاملات سے لا علم حضرات ہی دُرست تسلیم کریں گے۔[30] 4 فرنٹیئر فورس رجمنٹ کے میجر محمد اکرم نے اپنی دفاعی پوزیشن کا دفاع کرتے ہوئے جام شہادت نوش کیا جنھیں بعد ازاں نشان حیدر کے اعزاز سے نوازا گیا۔ 32 بلوچ کے کمانڈنگ آفیسر لیفٹیننٹ کرنل راجہ سلطان محمود کو بھی ہندوستانیوں نے سراہا جنہوں نے حملے میں اپنی بٹالین کی قیادت کی اور انتہائی بہادری کا مظاہرہ کیا۔ وہ دشمن کے ساتھ دست بدست لڑائی میں شہید ہوئے۔لیفٹیننٹ کرنل حکیم ارشد قریشی جنھوں نے بعدازاں میجر جنرل کے عہدے تک ترقی پائی،کی قیادت میں 26 فرنٹیئر فورس رجمنٹ کے ذریعے دیناج پور کا دفاع شاندار دفاعی جنگ کی ایک روشن مثال تھی۔ جہاں تک لڑائی کے معیار، تربیت اور جذبے کا تعلق ہے ہلی میں 4 ایف ایف، 8 بلوچ کی دو کمپنیاں، بہادریہ میں 13 فرنٹیئر فورس رجمنٹ کی ایک کمپنی اور 26 فرنٹیئر فورس رجمنٹ نے ثابت کیا کہ تمام تر مشکلات کے باوجود پاک فوج ایک بہترین لڑاکا فوج ہے۔[31]

میجر محمد اکرم
(Source: facebook.com)

لیفٹیننٹ کرنل راجہ سلطان محمود
(Source: AIMH)

- **مشرقی محاذ**

مشرقی محاذ (نقشہ نمبر 4) بنیادی طور

پاکستانی توپ فائر کرتے ہوئے
(Source: abbasphotos.org)

پر دو ذیلی محاذوں پر مشتمل تھا یعنی شمال مشرقی محاذ (سلہٹ) اور جنوب مشرقی محاذ (کومیلا، چٹاگانگ)۔ شمال میں 14 ڈویژن (313 اور 27 انفنٹری بریگیڈز اور 202 عارضی بریگیڈ) جب کہ جنوب میں 39عارضی ڈویژن (117 اور 53 انفنٹری بریگیڈز اور 97 عارضی بریگیڈ) مورچہ بندی کئے ہوئے تھے۔ان پر ہندوستانی 4 کور نے 8 اور 57 پہاڑی ڈویژن کے ساتھ حملہ کیا۔ 14 ڈویژن کی قیادت میجر جنرل قاضی عبدالمجید کر رہے تھے۔ سلہٹ میں 202 بریگیڈ، مولوی بازار میں 313 بریگیڈ اور برہمن باڑیہ میں 27 بریگیڈ حفاظت پر مامور تھے۔ میجر جنرل ایم رحیم خان کی سربراہی میں 39 عارضی ڈویژن نے کومیلا میں 117 بریگیڈ، لکشم فینی میں 53 بریگیڈ اور چٹاگانگ میں 97 عارضی بریگیڈ کو دفاعی پوزیشنیں سنبھالنے کا کہا۔ اس صورت میں بھی ان کے پاس کوئی ریزرو سپاہ نہیں تھی۔ ہندوستانی 8 ڈویژن نے 3 دسمبر 1971 کو پیش قدمی شروع کی اور 4 دسمبر کو شمشیر نگر اور مولوی بازار پر قبضہ کر لیا۔ 313 پاکستانی بریگیڈ نے سلہٹ کے مضبوط حصار کی طرف پسپائی اختیار کی جب کہ 27 بریگیڈ آشوگنج اور بعد میں 10/11 دسمبر کی رات میگھنا کے مغرب میں بھیراب بازار کی طرف پسپا ہوا۔ کومیلا۔چٹاگانگ کے ذیلی محاذ پر 57 ہندوستانی پہاڑی ڈویژن نے چاند پور کے مزید علاقوں پر قبضہ کرنے کے لیے کومیلا پر حملہ

30 Ithar Hussain Shah, *A Thousand Miles Apart*.
31 Ithar Hussain Shah, *A Thousand Miles Apart*.

جنرل اے اے کے نیازی سپہ سالار مشرقی محاذ - افسروں سے جنگی حکمت عملی پر مشاورت کرتے ہوئے
(Source: facebook.com)

کے مطابق 107 بریگیڈ نے ماگورا کی طرف پسپائی اختیار کرنا تھی مگر افراتفری میں یہ بریگیڈ ماگورا کی بجائے کُھلنا کی طرف چلا گیا۔ اس کے بعد اس بریگیڈ نے اپنی الگ جنگ لڑی۔57 بریگیڈ بھی فرید پور کی طرف پیچھے ہٹنے کے بجائے شمال میں کشتیا کی جانب جا نکلا اور جمنا دریا کو پار کر کے 16 ڈویژن میں شامل ہو گیا۔ پاکستانی دستوں نے جھنیڈا کا مضبوط حصار بھی 6 دسمبر کو بغیر کسی لڑائی کے خالی کر دیا تھا۔ اس کے بعد پاکستانی فوج کے 9 ڈویژن کی بچی کھچی نفری نے فرید پور کے مغرب میں دفاعی پوزیشن سنبھالی جو 15 دسمبر تک قائم رہی۔

- **شمال مغربی محاذ**

شمال مغرب میں بوگرہ کے محاذ پر (نقشہ نمبر 3) پاکستانی 16 ڈویژن تین انفنٹری بریگیڈوں (23، 205 اور 34) اور 29 کیولری (بکتر بند رجمنٹ) کے ساتھ دفاع پر مامور تھا۔اس محاذ پر بھارتی 33 کور نے 20 پہاڑی ڈویژن اور 6 پہاڑی ڈویژن کے ساتھ حملہ کیا۔23 بریگیڈ نے رنگ پور، سید پور اور دیناج پور لائن کے شمال میں دفاع لے رکھا تھا، 205 بریگیڈ مرکز میں ہلی، غورگھاٹ اور بوگرہ کے دفاع پر مامور تھا، جبکہ 34 بریگیڈ جنوب

نقشہ- 3: شمال مغربی محاذ
(Copyright © AIMH, 2021)

میں ناٹور کے علاقے میں مورچہ بند تھا۔یہاں بھی کوئی ریزرو سپاہ نہیں تھی۔ ہندوستانی 33 کور کے دو جہتی حملے کو بہت سخت مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا۔ ہندوستانی 33 کور پاکستانی دفاعی مورچوں کو زیر کرنے اور ان کو حصار میں لینے کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے میں ناکام رہی۔ 23 بریگیڈ رنگ پور اور دیناج پور کے مضبوط حصار پر واپس پہنچنے میں کامیاب ہو گیا، جبکہ ہلی اور بوگرہ کے محاذوں پر بھی خوب مقابلہ ہوا اور پاکستانی فوج نے اپنی مورچہ بندی برقرار رکھی۔ہتھیار ڈالنے تک 16 ڈویژن کا دفاع برقرار رہا لیکن اس کے دستے الگ الگ حصوں میں بٹ چکے تھے۔بھر پور جنگی وسائل اور عددی برتری کے باوجود ہندوستانیوں کو 16 ڈویژن کے دفاع کو توڑنے میں 25 دن لگے۔ ہندوستانی فوج نے ہلی پر قبضہ کرنے کی کوشش میں 18 دن لگائے جہاں پاکستانی 205 بریگیڈ، خاص طور پر 4 فرنٹیئر فورس رجمنٹ (4FF)، نے تمام مشکلات کے باوجود بہادری

افواج کے حوصلے پست کرنے کی کوشش کی۔ طویل شورش کے ساتھ ساتھ بھارت کی ایک موثر نفسیاتی جنگ نے پاکستانی افواج کی مشکلات میں اضافہ کیا۔

بھارتی جارحیت اور جنگ کا آغاز

بھارت نے 21 نومبر 1971 (عید الفطر کے دن) کو فضائی، سمندری اور زمینی افواج میں مکمل عددی برتری کے ساتھ بین الاقوامی سرحد عبور کر کے ایک غیر اعلانیہ جنگ کا آغاز کیا اور مشرقی پاکستان پر حملہ کر دیا۔ یہ ایک غلط فہمی ہے کہ 1971 کی پاک بھارت جنگ 3 دسمبر 1971 کو شروع ہوئی تھی۔ (دراصل یہ تاریخ اس دن کی نشاندہی کرتی ہے جب مغربی پاکستان میں حملوں کا آغاز ہوا)۔ پاکستانی فوج تعداد میں کم ہونے کی وجہ سے مشرقی پاکستان کی پیچیدہ اور گھمبیر سرحدوں پر وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی تھی جو کم سے کم اہلکاروں کے ساتھ بارڈر پر موجود چوکیوں کا دفاع کر رہی تھی۔ فوج کی ہائی کمان کی طرف سے انہیں مشرقی پاکستان کی سرزمین کے ایک ایک انچ کا دفاع کرنے کا حکم دیا گیا تھا جو کہ فوجیوں کی کم تعداد کے پیش نظر حقیقتاً ایک مشکل کام تھا۔ مکتیوں کی مکمل حمایت اور رہنمائی سے ہندوستان کو آسانی سے پاکستانی فوج کی چوکیوں سے بچ کر گزرنے کے مواقع میسر آئے۔ ہندوستانی افواج نے جہاں ممکن ہوا ، پاکستانی فوجیوں کے ساتھ براہ راست تصادم سے گریز کیا اور ان سے بچ کر گزرنے کی کوشش کی۔ تاہم پاکستانی فوجیوں نے سرحدوں کا کافی مؤثر طریقے سے دفاع کیا اور دشمن کو کافی جانی نقصان پہنچایا۔ اس کا سہرا پاکستانی فوجیوں کے سر ہے کہ کوئی بھی بڑی فوجی چوکی ہندوستانی فوج کے ہاتھ نہ آ سکی اور وہ صرف اس وقت ہندوستان کے قبضے میں آئی جب پاکستانی فوجیوں نے اسے خالی کیا۔ درحقیقت 16 دسمبر 1971 کے بعد بھی پاکستانی فوجیوں کی کئی الگ تھلگ چوکیاں پاکستانی فوج کے قبضے میں رہیں۔ اہم محاذوں پر لڑی جانے والی جنگ کی تفصیلات درج ذیل ہیں۔

- **جنوب مغربی محاذ**

اس محاذ (جیسور) پر بھارتی 2 کور (نقشہ نمبر 2) نے 4 نمبر پہاڑی ڈویژن اور 9 نمبر انفنٹری ڈویژن کے ساتھ پاکستانی 9 ڈویژن (جو کہ

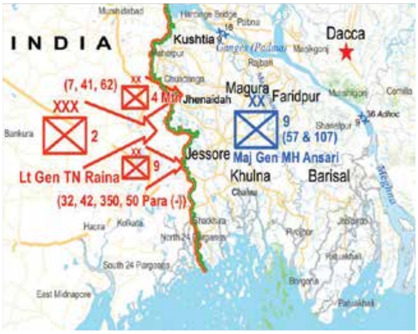

نقشہ- 2: جنوب مغربی محاذ
(Copyright © AIMH, 2021)

57اور 107 بریگیڈ پر مشتمل تھا) پر حملہ کیا۔ 9 نمبر پاکستانی ڈویژن کی دفاعی ذمہ داری میں جیسور اور جھنیڈا کے مضبوط حصار کا دفاع بھی شامل تھا۔ میجر جنرل محمد حسین انصاری جی او سی 9 ڈویژن نے 57 بریگیڈ کو شمال میں اور 107 بریگیڈ کو جنوب میں فرید پور اور جیسور کے داخلی راستوں کی حفاظت کے لیے مامور کیا اور کوئی فالتو ریزرو سپاہ نہیں رکھی گئی۔ ہندوستانی 2 کور نے جیسور کو گھیرے میں لینے کے لیے تین اطراف سے حملہ کیا۔ 9 نمبر ہندوستانی ڈویژن نے 9 دسمبر کو جیسور پر قبضہ کرکے ابتدائی کامیابی حاصل کی جسے پاکستانی فوجیوں نے پہلے ہی خالی کر دیا تھا۔

اس وجہ سے جیسور کے محاذ پر پاکستانی دفاعی نظام تباہ ہو گیا۔ دفاعی منصوبہ بندی

پاکستان کے پاس افرادی قوت کے خاطر خواہ وسائل موجود نہ تھے۔ ابتدائی طور پر ڈھاکہ کے دفاع کے لیے ایک بریگیڈ مختص کیا گیا جسے بعد میں مشرقی محاذ پر منتقل کر دیا گیا۔ چنانچہ مرکزی مقام یعنی ڈھاکہ کے دفاع کے لیے کوئی فوج دستیاب نہیں تھی۔

مکتی باہنی کی کارروائیاں

مکتی باہنی کی کارروائیوں کے طریقہ کار کا خلاصہ چار مراحل میں بیان کیا جا سکتا ہے:-

- **پہلا مرحلہ** (مارچ۔اپریل 1971)۔پہلے مرحلے میں مکتی باہنی نے سرحدی علاقوں میں حملے کئے اور ہندوستانی فوج کو اس قابل بنایا کہ وہ سرحد پار کے علاقوں کے بارے میں زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کر سکے۔ ہر خالی جگہ کو کو پُر کرنے کی کوشش میں پاکستانی فوج کو دور دراز علاقوں میں منتشر ہونا پڑا۔

- **دوسرا مرحلہ** (مئی۔جولائی 1971)۔ دوسرے مرحلے میں مکتی باہنی اپنی تخریبی کارروائیوں میں زیادہ پراعتماد،باحوصلہ اور ہنرمند نظر آئی۔اب اس کی سرگرمیوں کا دائرہ ڈھاکہ تک پھیل چکا تھاجس میں پُلوں کو اڑانا، سڑکیں بند کرنا، قافلوں پر گھات لگانااور تنہا فوجی اہلکاروں کو قتل کرنا شامل تھا۔ اس کے ساتھ ساتھ مکتی باہنی کے بحری ونگ نے بھی بڑی بندرگاہوں اور اندرون ملک بحری جہازوں پر حملے شروع کر دیئے۔ ان کارروائیوں کی وجہ سے فوج کے مواصلاتی نظام اور اس کے کمانڈ اینڈ کنٹرول سسٹم میں خلل پڑا، جس کے نتیجے میں عدم تحفظ میں اضافہ ہوا۔

- **تیسرا مرحلہ** (اگست۔نومبر 1971)۔ باغیوں نے اہم شہروں اور قصبوں میں ان بے گناہ مردوں،

نقشہ: مکتی باہنی کے شدت پسندوں کے زیر اثر علاقہ جات
(Source: knowamazingbangladesh.blogspot.com)

عورتوں اور بچوں کو قتل کر کے بحران کو ہوا دی جن پر انہیں حکومت کے ساتھ تعاون کا شبہ تھا۔ ہندوستانی توپ خانے کی گولہ باری اور ٹینکوں کی مدد سے مکتی باہنی نے اُن سرحدی چوکیوں اور کمزور دفاعی علاقوں پر حملے کیے، جنہیں بعد میں ہندوستانی فوج اپنے حملوں کے لیے نقطہ آغاز کے طور پر استعمال کر سکتی تھی۔

- **متوازی اور مسلسل جاری مرحلہ**۔ ان تخریبی کاروائیوں کے دوران بھارت نے نفسیاتی کارروائیوں کے انعقاد پر بہت زیادہ انحصار کیا۔ بھارتی میڈیا نے مکتی باہنی کی کامیابیوں کے بارے میں انتہائی مبالغہ آمیز خبریں گھڑ کر اپنے حوصلے بلند کرنے اور پاکستانی

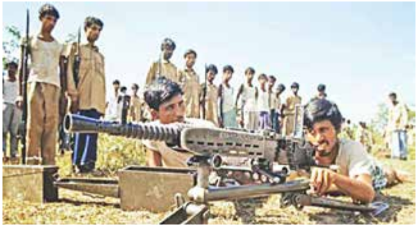

مکتی باہنی کے شدت پسندوں کی تربیت کے مناظر
(Source: thedailystar.net)

چوتھے مرحلے کا مقصد موقع ملتے ہی ڈھاکہ پر قبضہ کرنا تھا۔

ہندوستانی فوج کی مورچہ بندی

ہندوستانی فوج نے اس حملے کے لیےتین کور ہیڈ کوارٹرز کے ساتھ کل آٹھ پہاڑی یا انفنٹری ڈویژن اور چار خودکفیل انفنٹری بریگیڈ تعینات کیے(نقشہ نمبر 1)۔ انڈین 2 کور کو دو ڈویژنوں کے ساتھ جنوب مغربی محاذ پر تعینات کیا گیا۔ اس سے پہلے یہ مورچہ بندی چین کی سرحد پر تھی اور ایک نپاتُلا خطرہ مول لے کر اسے مشرقی پاکستان کی طرف موڑ دیا گیا۔ شمال مغربی محاذ پر ہندوستان نے دو ڈویژنوں اور ایک بریگیڈ کے ساتھ 33 کور کو ذمہ داری دی۔ 4 کور جس میں تین انفنٹری ڈویژن اور ایک آرمرڈ بریگیڈ تھا،نے مشرقی محاذ پر مورچے سنبھالے۔4 کور کے دو ڈویژنوں کو میزورام اور ناگالینڈ کے محاذوں سے بلایا گیا اور ایک ڈویژن کو تبت سے نکال کر یہاں لایا گیا۔ 101 کمیونیکیشن زون (ایک ڈویژن کے برابر) فوج کو میمن سنگھ کے محاذ پر تعینات کیا گیا۔ مجموعی طور پر ہندوستانی ریزرو افواج دو خودکفیل انفنٹری بریگیڈ اور ایک چھاتا بردار بریگیڈ پر مشتمل تھیں۔

پاکستان کی جنگی حکمت عملی

پاکستانی فوج کا مقصد بہت آسان اور واضح تھا، مشرقی پاکستان کا دفاع اور ہر قیمت پر ڈھاکہ کو دشمن کے قبضے سے بچانا۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لیے انھوں نے مندرجہ ذیل طرز پر (بغیر خاطر خواہ ریزرو سپاہ کے) اپنی دفاعی جنگ کی حکمت عملی کچھ یوں ترتیب دی:-

- دفاعی حکمت عملی اپناتے ہوئے علاقے کے ایک ایک انچ کا دفاع کیا جائے تاکہ مقبوضہ علاقے پر بنگلہ دیش کے قیام کے کسی بھی امکان کو رد کیا جا سکے۔
- سرحدی چوکیوں پر تعیناتی کر کے دشمن کے تمام ممکنہ داخلی راستوں کو مکمل طور پر بند کیا جائے، جہاں تک ممکن ہو، دفاعی لائن کو کمک پہنچائی جائے۔
- مضبوط دفاعی مقامات کے درمیان خالی جگہوں کا جائزہ لے کر مقامی تازہ دم دستوں کے ذریعہ ان خالی جگہوں کے درمیان سے ہونے والی کسی بھی مداخلت کے امکان کو ختم کیا جائے۔
- دشمن کے تمام ممکنہ آمد کے راستوں پر محفوظ دفاعی حصار (Strong Points) اور فورٹرس بنائے جائیں۔
- ابتدائی جنگ کے بعد، اگر ضروری ہو تو، سٹرانگ پوائنٹس پر واپس آئیں۔
- بعدازاں ڈھاکہ کی طرف پیچھے ہٹیں اور ہر قیمت پر اس کا دفاع کریں۔

پاکستانی فوج کی مورچہ بندی

تین انفنٹری ڈویژنوں کے علاوہ،اس وقت دستیاب وسائل سے افرادی قوت حاصل کر کے دو اضافی عارضی ڈویژن اور پانچ عارضی بریگیڈ بھی تیار کئے گئے۔جنوب مغربی محاذ (جیسور) پر دو مستقل اور ایک عارضی بریگیڈ کے ساتھ 9 ڈویژن کو انڈین 2 کور کے خلاف مامور کیا گیا۔ شمال مغربی محاذ (بوگرہ) پر ہندوستانی 33 کور کے خلاف تین مستقل بریگیڈوں کے ساتھ 16 ڈویژن کو مامور کیا گیا۔ 93 عارضی بریگیڈ کے ساتھ 36 عارضی ڈویژن مرکزی محاذ (میمن سنگھ) پر مامور ہوا۔ مشرقی محاذ (سلہٹ اور چٹاگانگ) کو 14 ڈویژن (دو مستقل اور ایک عارضی بریگیڈ کے ساتھ) اور 39 عارضی ڈویژن (دو مستقل اور دو عارضی بریگیڈ) کے سپرد کیا گیا۔

نقشہ-1: مورچہ بندی پاکستانی و ہندوستانی افواج

(Copyright © AIMH, 2021)

سپاہ کو اپنے شدید حملوں کا نشانہ بنانے کا پروگرام بنایا تاکہ اپنے بڑے حملے کے لیے راہ ہموار کر سکیں۔

تیسرے مرحلے میں ہندوستانیوں نے چاروں سمت سے زمینی حملے شروع کرنے کا منصوبہ بنایا تاکہ وہ اہم دفاعی مورچوں کا سامنا کئے بغیر ان کے عقب سے حملہ آور ہوں اور دفاعی دستوں کی ایک مربوط قوت کے طور پر ڈھاکہ تک پسپائی کو روکیں۔ اس مقصد کے حصول کے لئے بھارت کی 4 کور کے تین ڈویژن ابتدائی حملہ کے طور پر مشرق کی جانب سے حملہ آور ہوئے جن کی مدد مکتی باہنی بریگیڈ نے کی تاکہ میگھنا تک کے علاقے پر قبضہ کیا جا سکے اور پھر جلد از جلد ڈھاکہ پر قبضہ کیا جائے۔ ہندوستان نے جیسور اور بوگرا کے محاذ پر دو ڈویژنوں کے ساتھ دو ثانوی حملوں کی منصوبہ بندی بھی کی۔ایک حملہ جنوب مغرب سے اور دوسرا شمال مغرب سے کرنے کا منصوبہ بنایا گیا۔ بنیادی اور ثانوی حملوں کی مدد میمن سنگھ کی سمت سے ایک ڈویژن کے برابر فوج کے ساتھ ایک اور حملے کے ذریعے کی گئی۔

نقشہ: مشرقی پاکستان کا جغرافیائی منظر نامہ
(Source: researchgate.net)

بھرا ہوا ہے۔ مجموعی طور پر دیکھا جائے تو زمین زیادہ تر ہموار ہے تاہم مشرق اور جنوب مشرق میں چند پہاڑی علاقے موجود ہیں۔ گنگا (پدما) برہم پترا (جمنا) اور میگھنا کے دریاؤں اور اس سے ملحقہ ندیوں کے سنگم پر واقع یہ ایک دلدلی میدان ہے جس کا 79فیصد رقبہ ان دریاؤں اور ندیوں کے پانی پر مشتمل ہے ۔ باقی ماندہ 21فیصد علاقہ چار بلند حصوں پر مشتمل ہے جس کے وسط اور شمال مغرب میں مادھو پور اور بارند ٹریکس 9فیصد جب کہ جنوب مشرق اور شمال میں تقریباً 1,000 میٹر (3,300 فٹ) اونچا چٹاگانگ پہاڑی سلسلہ 12 فیصد علاقے پر محیط ہے۔ اس علاقے کی آب و ہوا مون سون کی مسلسل بارشوں کی وجہ سے گرم مرطوب ہے۔ قدرتی آفات جیسے سیلاب اور طوفان وقتاً فوقتاً ملک کو متاثر کرتے ہیں۔[29] بھارت کے ساتھ ملنے والی بین الاقوامی سرحد 4096 کلومیٹر ہے۔بل کھاتے راستوں والے میدانی علاقوں، جنگلات اور متعدد آبی گزر گاہوں پر مشتمل ہے جس کا مؤثر طریقے سے دفاع کرنا بہت مشکل ہے۔

مخالف افواج کا تناسب:

افواج	پاکستان	انڈیا	تناسب
کور	1	3	3:1
انفنٹری ڈویژن	3	8	2.6:1
انفنٹری بریگیڈ	9	28	3:1
پیرا بریگیڈ	-	1	1:0
انفنٹری بٹالین	34	72	2.5:1
بکتر بند رجمنٹ	1	6	6:1
بکتر بند سکواڈرن	1	3	3:1
آرٹلری رجمنٹ	6	46	8:1
طیارہ شکن رجمنٹ	1	4	4:1
نیم فوجی دستے	13	32	3:1
مکتی باہنی	-	150,000 تقریبا	-

ہندوستان کی جنگی حکمت عملی

ہندوستانیوں نے مشرقی پاکستان پر قبضہ کرنے کی غرض سے اپنی مہم کا آغاز کیا تاکہ ایک آزاد بنگلہ دیش کا اعلان کیا جا سکے اور اس کاروائی کے دوران پاکستانی افواج کا زیادہ سے زیادہ نقصان کیا جائے۔ انہوں نے اپنی جنگی کاروائی کی منصوبہ بندی چار مراحل کے تحت کی۔

پہلا مرحلہ مشرقی پاکستان کی بحری ناکہ بندی اور مغربی پاکستان سے براہ راست فضائی رابطہ منقطع کر کے اسے الگ تھلگ کرنا تھا۔ وہ پاکستانی افواج کو سرحدوں کے ساتھ منتشر رکھنا چاہتے تھے تاکہ جنگ سے پہلے بھارتی فوج کی حمایت یافتہ مکتی باہنی دفاع کرنے والوں کی عددی طاقت کو غیر موثر کر سکے ، انہیں تھکا سکے اور ان کے حوصلے پست کر سکے۔

دوسرے مرحلے میں، ابتدائی چال کے طور پر انھوں نے سرحد پر موجود پاکستانی ریزرو

29 https://en.wikipedia.org/wiki/Geography_of_Bangladesh.

والی جارحیت کی صورت میں امریکہ پاکستان کا ساتھ دے گا۔ پاکستان کو پورا یقین تھا کہ امریکہ مداخلت کرے گا اور پاکستان کو دولخت ہونے سے بچائے گا تاہم امریکہ نے پاکستان کی مدد کے حوالے سے سرد مہری کی پالیسی پر عمل کیا اور پاکستان کی مدد کے لیے امریکی بحریہ کا ساتواں بحری بیڑا کبھی مشرقی پاکستان نہ پہنچا۔

دوسری طرف سوویت یونین نے جنگ سے کئی ماہ قبل اور دوران جنگ بھارت کی کھل کر حمایت کی۔ 9 اگست 1971 کو ہندوستان اور سوویت یونین کے درمیان امن، دوستی اور تعاون کے معاہدے پر باقاعدہ دستخط ہوئے۔ تنازع کے دوران سوویت یونین نے بھارت کو فوجی سازوسامان فراہم کیا اور اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں بھارت کے خلاف پیش کی گئی قراردادوں کو ویٹو کر کے اہم کردار ادا کیا۔ چین نے 1971 کے بحران میں پاکستان کا ساتھ دیا[26] تاہم یہ حمایت صرف اخلاقی اور سفارتی شعبوں تک محدود رہی۔ برطانیہ نے بھارت کی کھل کر حمایت کی اور 23 جون 1971 کو پاکستان کی تمام اقتصادی امداد روک دی۔[27] برطانیہ نے ستمبر 1971 سے لندن میں جلاوطن بنگلہ دیش حکومت کی طرف سے ایک ہائی کمیشن کے قیام کی بھی اجازت دے دی۔[28] پاکستان روایتی طور پر مسلم ممالک کی حمایت پر انحصار کرتا رہا۔ اگرچہ وہ پاکستان کی حمایت پر تقریباً متفق تھے لیکن ان کی طرف سے پاکستان کو فراہم کی جانے والی فوجی اور مالی امداد نہ ہونے کے برابر تھی۔

بھارتی مداخلت

ہندوستانی قیادت نے پیشہ ورانہ مہارت، ذہنی پختگی اور سیاسی بصیرت کے ساتھ اپنے تیار کردہ منصوبے اور بیرونی چالوں کو عملی جامہ پہنایا اور اپنے آپ کو جارح سے نجات دہندہ کے طور پر پیش کرنے میں کامیاب ہوئے۔ اس کی ابتدائی چال کے بنیادی نکات براہ راست تصادم سے گریز کرنا یا اس میں تاخیر کرنا تھا یہاں تک کہ:-

- سیاسی رائے عامہ اس کے حق میں چلی جائے۔
- جنگی تیاریاں مکمل ہو جائیں۔
- انتظامی امور اور ذرائع نقل وحمل کافی ہو جائیں۔
- داخلی انتشار اور بغاوت کی صورتحال اپنے عروج پر پہنچ جائے۔
- زمینی اور موسمی حالات جارحانہ حملے کے لیے موزوں ہوں۔
- پاکستان کو چین سے ملنے والی فوجی امداد کے امکانات معدوم ہو جائیں۔
- سیاسی حالات اس نہج پر پہنچ جائیں جہاں بنگلہ دیش کے قیام کے علاوہ کوئی صورت باقی نہ رہے۔
- بھارتی جارحیت کی حمایت کے لیے سازگار بین الاقوامی ماحول بن جائے۔

مشرقی پاکستان کا جغرافیہ

یہ خلیج بنگال کے شمالی ساحل پر 580 کلومیٹر کی ساحلی پٹی کے ساتھ ایک نشیبی دریائی علاقہ ہے جو گھنے جنگلات اور سدا بہار درختوں سے

26 Maj Gen Lachman Singh, *Victory in Bangladesh*, Natraj Publishers, Dehra Dhun, 1981, 203.
27 Aziz, Kursheed Kamal. *World Powers and the 1971 Breakup of Pakistan*, Islamabad: Vanguard, 2003, 162.
28 Ibid, 165.

نہیں تو کم از کم مکتی باہنی کا ایک بڑا حصہ ہندوستانی فوجیوں پر مشتمل تھا۔ سابق بھارتی وزیر اعظم مورار جی ڈیسائی نے معروف صحافی اوریانا فلاچی کو انٹرویو دیتے ہوئے اعتراف کیا کہ مکتی باہنی کے بھیس میں ہزاروں بھارتی فوجیوں کو اپریل سے دسمبر 1971 تک مشرقی پاکستان بھیجا گیا اور ان میں سے تقریباً پانچ ہزار ہلاک ہوئے۔[22]

مورار جی ڈیسائی
(Source: news18.com)

بھارتی جاسوس ایجنسی ”را“ نے جسے پاکستان کو دو ٹکڑے کرنے کے واحد مقصد کے لئے 1968 میں بنایا گیا تھا، اس بحران میں بہت مذموم کردار ادا کیا۔ اس کے کارندوں نے کلکتہ کے ایک گھر میں عوامی لیگ کے رہنماؤں کو بنگلہ دیش کی آزادی کا اعلان کرنے میں مدد کی۔ ہندوستانیوں نے پہلے خفیہ طور پر (ایک حقیقت جس سے انہوں نے اس وقت انکار کیا)[23] اور بعدازاں کھلے عام مکتی باہنی کے نام سے ایک باغی تنظیم بنانا شروع کی۔[24] اگر مشرقی پاکستان کے بحران کے تناظر میں بھارتی مداخلت کی بات کی جائے تو اس میں بھارت کی منظم کردہ، تربیت یافتہ[25] اور اسلحے سے لیس باغی تنظیم مکتی باہنی کا کردار نمایاں ہے۔

"را" کا علامتی نشان
(Source: en.wikipedia.org)

1971 کے پہلے نصف سال مشرقی پاکستان کا سیاسی ماحول اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی صورتحال یوں تھی کہ بہت سی خون ریز لڑائیوں، مشکلات اور عظیم قربانیوں کے بعد پاکستانی افواج حالات پر قابو پانے اور زندگی کو معمول پر لانے میں کامیاب ہوئیں۔ جون 1971 کے آخر تک، صورتحال تقریباً قابو میں تھی۔ زیادہ تر شہری سہولیات موجود تھیں اور ایسا لگتا تھا کہ تعطل کا شکار سیاسی عمل ایک نئی کروٹ لینے والا ہے۔ یہ وہ وقت تھا جب پاکستان کے اندرونی معاملات میں بھارتی مداخلت نے زور پکڑا اور بھارت نے اپنی بیرونی چالوں کا وسیع پیمانے پر بھرپور طریقے سے آغاز کیا۔ اس سے مشرقی پاکستان میں تخریبی سرگرمیوں میں اضافہ ہوا اور بھارتی جارحیت کے ایما پر نومبر 1971 میں ایک باقاعدہ جنگ کا آغاز ہوا۔

بین الاقوامی ماحول

اس وقت بین الاقوامی ماحول پاکستان کے حق میں نہیں تھا۔ پاکستان 1954 سے امریکہ کا اتحادی تھا۔ یہ سیٹو اور سینٹو کا حصہ تھا اور اسے تحریری اور غیر تحریری یقین دہانیاں کروائی گئی تھیں کہ بھارت سمیت کسی بھی ملک کی طرف سے ہونے

جنوبی ایشیا اور علاقائی ممالک 1971
(Source: pinterest.com)

22 Chowdhury, Abdul Mumin, Behind the Myth of Three Million, Al-Hilal Publishers, London,1996, p-17.
23 Garry J. Bass, The Blood Telegram: India's secret War in East Pakistan, Random House India, 2013, p-258.
24 Lt Gen (R) JFR Jacob, Surrender at Dacca: birth of a nation, Monohar Publications, 1997, p-91.
25 Ambassador Lt Col ® Sharif ul Haq Dalim, Bangladesh: Untold Facts, Jumhoori Publications Lahore, 2015, p-128.

سے ہلاک کر دیا۔[18] اگرچہ فوج نے ایک ماہ کے اندر امن و امان کی صورت حال کو کافی حد تک بہتر کر دیا لیکن حالات قابو سے باہر ہوتے چلے گئے۔

بھارت کا کردار

مشرقی پاکستان میں فوجی آپریشن کے بعد بھارت نے محسوس کیا کہ اس بحران میں پاکستان کو دو لخت کرنے کا سنہری موقع ہے۔[19] سرحد پر تعینات ہندوستانی بارڈر سیکیورٹی فورس (BSF) کے دستوں نے مکتی باہنی کی حمایت میں عملی طور پر حصہ لینے میں پہل کی۔ بارڈر سیکیورٹی فورس (BSF) کے ڈائریکٹر جنرل مسٹر کے ایف رستم جی نے بغیر وقت ضائع کئے ہندوستان اور مشرقی پاکستان کی سرحد کے سب سے زیادہ حساس مقامات پر اپنی خصوصی کمانڈو فوج کے ساتھ اپنی مرضی کے چنیدہ افسران کو تعینات کر دیا۔ 29 مارچ 1971 کو رستم جی نے بارڈر سیکیورٹی فورس (BSF)کے بریگیڈیئر بی سی پانڈے کو تری پورہ جانے کی ہدایت کی۔اس ہدایت پر عمل کرتے ہوئے اس نے اگرتلہ میں 104 کمانڈو بٹالین کو تعینات کر دیا۔ اس کے بعد پاکستانی فوج کے خلاف شرپسندوں کی مدد کے لیے ہنگامی بنیادوں پر مزید دستے بھیجے گئے۔ کرنل رامپال سنگھ (103 کمانڈو بٹالین) کرنل میگھ سنگھ (18 کمانڈو بٹالین) اور بریگیڈیئر ایم ایس چڑجی (ہزاری باغ کے کمانڈو عملے کے ساتھ) اپریل 1971 کے پہلے ہفتے

کے ایف رستم جی
(Source: twitter.com)

میں بالترتیب کوچ بہار، بون گاؤں اور بلور گھاٹ میں تعینات کئے گئے۔[20] بریگیڈیئر شاہ بیگ سنگھ کو خصوصی طور پر مکتی باہنی کی جنگی تربیت کے لئے مقرر کیا گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب ہندوستان نے دنیا کے سامنے پاکستان کے اندرونی معاملات میں کسی قسم کی مداخلت سے مسلسل انکار کیا جو کہ ایک سفید جھوٹ تھا۔

بھارتی فوج کے تیار کردہ ”فالس فلیگ آپریشن“[21] کے تحت بھارتی طیارے گنگا کے مبینہ

بھارتی طیارے "گنگا" کا مبینہ اغوا اور تباہی کا منظر
(Source: historyofpia.com)

اغوا اور بعدازاں اسے لاہور ایئرپورٹ پر دھماکے سے اڑانے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے بھارت نے اپنی فضائی حدود میں پاکستانی پروازوں پر پابندی لگا دی۔ اس سے پاکستان سری لنکا کے راستے ڈھاکہ جانے کے لیے کافی لمبا راستہ اختیار کرنے پر مجبور ہوا جس سے افواج، شہریوں اور اشیائے ضروریہ کی منتقلی میں مزید مسائل پیدا ہو گئے۔

بحران کی اس گھڑی میں سری لنکا نے پاکستانی ہوائی اور بحری جہازوں کو جگہ مہیا کر کے فراخدلانہ مدد کی جو بہت اہمیت کی حامل تھی۔ دی ٹائمز نے یکم دسمبر 1971 کو رپورٹ کیا کہ اگر تمام

18 Government of Pakistan, White Papers, 1971, p.25.
19 Saddiq Salik, *Witness to Surrender*, Karachi: Oxford University Press 1978, p-247.
20 BC Chakravorthy & S.N Prasad, Govt of India, Ministry of Defence, History Division, New Delhi, 1992, Official History of 1971 India Pakistan War, Appendix, page 803, accessed through bharatrakshak.com on 20 May 2020 (not accessible from Pakistan).
21 Junaid Ahmad and Ibnul Hasan Rizvi, Ganga to Pulwama: India's False Flag Operations, AJA Publishers Karachi, 2019, p-28.

ایم اے جی عثمانی
(Source: dhakatribune.com)

مکتی باہنی کا علامتی نشان
(Source: en.wikipedia.org)

دوسری طرف ان تمام لوگوں کے خلاف پرتشدد کاروائیوں کا سلسلہ جاری رہا جو عوامی لیگ کے فعال رُکن یا حامی نہیں تھے۔ ڈھاکہ میں موجود ریڈیو اور ٹی وی اسٹیشنوں کو بنگلہ دیش کا نیا قومی ترانہ بجانے پر مجبور کیا گیا۔ ڈھاکہ میں سرکاری سائنس لیبارٹری اور تمام دستیاب دھماکہ خیز مواد پر قبضہ کر لیا گیا۔ جب فوجی دستوں نے ہجوم کو منتشر کرنے کے لیے پولی ٹیکنیک انسٹیٹیوٹ پر چھاپا مارا تو

مکتی باہنی کے مظالم کی ایک جھلک
(Source: currentriggers.com) (Source: iconicphotos.wordpress.com)

اس کو ناکام بنا دیا گیا۔[15] مکتیوں کے مظالم کی ایک چشم دید گواہ نور جہاں نے اپنی دکھ بھری کہانی بیان کرتے ہوئے بتایا کہ ان کے گھر پر حملے کے دوران اس کے شوہر سمیت تمام مردوں کو قتل کر دیا گیا جبکہ خواتین کو قیدی بنا کر دوسرے گاؤں لے جایا گیا۔ نور جہان نے بتایا کہ ڈھائی سو سے زیادہ پٹھان مرد، عورتیں اور بچے ہلاک کر دیئے گئے۔ اس میں افسوس ناک پہلو یہ تھا کہ دہشت گرد ان مقتولین کے جسموں کو کاٹتے اور زخموں کو مٹی سے مسلسل رگڑتے حتیٰ کہ لوگ زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے۔ اغوا ہونے والی خواتین کی مسلسل عصمت دری کی جاتی اور مزاحمت کرنے والی عورتوں کو قتل کر دیا جاتا۔ان کی لاشوں کو ٹکڑے ٹکڑے کیا جاتا جب کہ ان کے ماتھے پر "جوئی بنگلہ" یعنی "بنگلہ دیش زندہ باد" کندہ کر دیا جاتا۔[16]

آپریشن سرچ لائٹ

25/26 مارچ 1971 کی درمیانی رات کو امن و امان کی تیزی سے بگڑتی ہوئی صورت حال کو بحال کرنے کے لیے زمانہ امن میں تعینات شدہ فوج کے ایک ڈویژن نے جو اس وقت چار بریگیڈوں (تقریباً دس سے بارہ ہزار سپاہیوں) پر مشتمل تھا،[17] آپریشن سرچ لائٹ کا آغاز کیا۔ اس آپریشن کے شروع ہوتے ہی مشرقی پاکستان میں موجود تمام بنگالی فوجیوں اور سول انتظامیہ نے بغاوت کر دی اور پاکستانی فوجیوں اور غیر بنگالی شہریوں پر حملے شروع کر کے اُن کو خاندانوں سمیت قتل کرنے کی پُر تشدد مہم کا آغاز کر دیا گیا۔ انھی لوگوں

مکتی باہنی کے شدت پسندوں کی تربیت کے مناظر
(Source: alchetron.com) (Source: twitter.com)

نے بھارتی فوج اور اس کی انٹیلی جنس ایجنسی "را" کی مدد کی اور اسے معلومات فراہم کیں۔ نوگاؤں اور سنتاہار میں 26 مارچ سے 22 اپریل 1971 تک مکتی باہنی نے تقریباً پندرہ ہزار غیر بنگالیوں کو بے دردی

15 William LF. Rushbrook, The East Pakistan Tragedy, Tom Stacey Ltd, London 1972, p-53-54.
16 Qutubuddin Aziz, Blood and Tear, United Press of Pakistan Ltd 1974, p.98-99.
17 Fazal Muqeem Khan, *Pakistan's Crisis in Leadership*, National Book Foundation, 1973, p-67.

گھناؤنی تصویر پیش کرنے میں اہم کردار ادا کیا۔ ڈھاکہ سے غیر ملکی صحافیوں کو بے دخل[9] کرنے کے فیصلے کے نتیجے میں پاکستان کے خلاف ایک متعصبانہ اور مخالفانہ رویہ سامنے آیا جب غیر ملکی ذرائع ابلاغ ڈھاکہ میں مظالم کی من گھڑت کہانیوں کو بغیر تصدیق کے قبول کرنے لگے۔[10]

- **پرتشدد سیاسی بحران**

دسمبر 1970 کے انتخابات کے بعد جو سیاسی بحران پھیلا اس نے مشرقی پاکستان میں رہنے والوں کی مشکلات کو مزیدبڑھا دیا۔ شیخ مجیب الرحمان کی قیادت میں عوامی لیگ نے مشرقی پاکستان میں زبردست اکثریت حاصل کی جس میں مبینہ

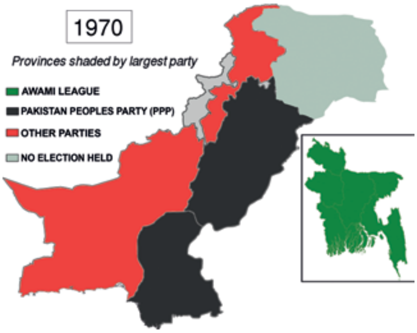

نقشہ: عام انتخابات - 1970 کے نتائج
(Source: en.wikipedia.org)

طور پر دھاندلی شامل تھی (زیادہ تر مبصرین اس پر متفق تھے)۔ مغربی پاکستان کی اکثریتی جماعت پاکستان پیپلز پارٹی کے سربراہ ذوالفقار علی بھٹو نے قومی اسمبلی کے اجلاس کو روکنے کی کوشش کی۔ اس عمل نے آگ پر تیل چھڑکنے کا کام کیا جس سے سیاسی خلیج مزید بڑھ گئی۔ بھٹو نے مطالبہ کیا کہ عوامی لیگ اور پاکستان پیپلز پارٹی اکثریتی جماعتیں ہونے کے ناطے حکومتی ذمہ داریاں بانٹیں۔[11] جب مجیب

(دائیں سے) ذوالفقار علی بھٹو، یحیٰ خان، مجیب الرحمان
(Source: dailyasianage.com)

اقتدار حاصل کرنے سے قاصر رہا تو اس نے انتہائی سخت موقف اختیار کیا۔ سیاسی حالات خراب ہوتے چلے گئے اور صدر یحییٰ خان نے یکم مارچ 1971 کو اسمبلی کا اجلاس ملتوی کر دیا جس پر بنگالیوں کی طرف سے شدید ناراضی کا اظہار کیا گیا۔ بھارت کی ایما پر عوامی لیگ نے سول نافرمانی کا اعلان کر دیا اور باغیوں نے انتظامی امور اپنے ہاتھ میں لے لئے۔ نتیجتاً مشرقی پاکستان میں غیر بنگالیوں اور اُردو بولنے والے بہاریوں کا بڑے پیمانے پر قتل عام ہوا۔[12] یہاں تک کہ عوامی لیگ کی مسلّح تنظیم، مکتی باہنی نے اس مسئلے کو بین الاقوامی سطح پر اُجاگر کرنے کے لیے زیادہ سے زیادہ شہریوں کے ساتھ بھارت کی طرف بڑے پیمانے پر ہجرت کا منصوبہ بنایا۔[13] مکتی باہنی کے سربراہ کرنل (ریٹائرڈ) ایم اے جی عثمانی نے عوامی لیگ کے رہنماؤں کے ساتھ ہندوستان کے کچھ ذمہ دار عہدیداران سے ملاقات کی اور انھیں ہر ممکن تعاون کی یقین دہانی کرائی۔[14]

9 Nawaz, Shuja. Cross Swords: Pakistan, Its Army and the Wars Within. Karachi: Oxford University Press, 2008. P:268.
10 Sisson, Richard, Rose, Leo E. War and Secession: Pakistan, India, and the Creation of Bangladesh. Los Angeles: University of California Press, 1990. P:217.
11 G W Choudhury, *The Last Days of United Pakistan*, C Hurst & Co (Publishers), London. 1974, 146.
12 Yasmin Saikia, Women, War and the Making of Bengladesh : Remembering 1971, Oxford University Press, New York, Pakistan, New Delhi, 2011, p-1.
13 Fazal, Pakistan's Crisis in Leadership, 48-49.
14 Karrar Ali, Witness to Carnage, 166.

بنگالی لسانی تحریک - 1952
(Source: countercurrents.org)

ایک سیاسی ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔[6] 1952 کے لسانی فسادات سے سیاست میں صوبائیت کو فروغ ملا اور ملک کے دونوں بازوؤں کے درمیان اعتماد میں مزید کمی دیکھنے کو ملی۔ بد قسمتی یہ ہوئی کہ کوئی بھی حکومت اس تقسیم کے نتائج کو پوری طرح سمجھنے میں کامیاب نہ ہوسکی۔ حالانکہ "بنگلہ" کو 1956 میں قومی زبان قرار دے دیا گیا تھا مگر تب تک بہت دیر ہوچکی تھی۔

- **عدم مساوات کا تاثر**

ایک عام خیال تھا اور یہ بات کسی حد تک درست بھی تھی کہ سرکاری ملازمتوں

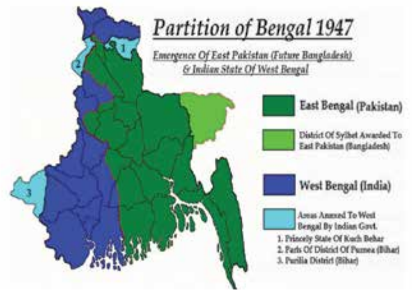

نقشہ: مشرقی و مغربی بنگال -1947
(Source: quora.com)

اور پاکستان کی مسلح افواج میں بنگالیوں کو مناسب نمائندگی نہیں دی گئی۔ حکومت نے اس مسئلے کو حل کرنے کی کوشش کی تاہم تاثر حقیقت پر غالب رہا۔ مشرقی پاکستان کی معاشی محرومی کا تاثر ایک اور بڑا عنصر تھا۔ 1947 میں تقسیم سے قبل مشرقی پاکستان (سابقہ مشرقی بنگال) صوبہ بنگال کا غریب ترین حصہ تھا۔ یہ بنیادی طور پر ایک زرعی علاقہ تھا جس کی بیشتر پیداوار مغربی بنگال کی ہندو اکثریتی صنعتوں کو برآمد کی جاتی تھی۔

آزادی کے وقت اس صوبے کا شہری آبادی، صنعت کاری، خواندگی، بجلی کے وسائل اور فی کس آمدنی کا تناسب سب سے کم تھا۔[7] آزادی کے بعد حکومت نے مشرقی پاکستان کی معاشی ترقی کے لیے کوشش کی لیکن اس سے کہیں زیادہ بہتر طریقے اور تیز رفتاری سے بہت کچھ کیا جا سکتا تھا جو نہیں کیا گیا۔ 1947 سے 1958 تک فوج میں مشرقی پاکستانیوں کی نمائندگی تقریباً 100 فیصد بڑھا دی گئی اور اپریل 1968[8] تک یہ 500 فیصد تک بڑھ چکی تھی۔ یہ اقدامات پُر خلوص حکومتی کوششوں کی عکاسی کرتے ہیں۔

- **قیادت کا کردار**

بنگالی رہنما غیر بنگالیوں کو دل میں جگہ دینے میں ناکام رہے اور اُلٹا وہ اس مسئلے پر عوام کے جذبات سے کھیلتے رہے۔ بعد ازاں 1971 میں بھارت کے خلاف نو ماہ کی طویل شورش اور جنگ کے دوران غیر ملکی میڈیا نے حالات کی مبالغہ آرائی پر مبنی بھارت نواز رپورٹنگ کے ذریعے حالات کی ایک

6 Basant Chatterjee, Inside Bangladesh Today: an eye-witness account, New Delhi: S. Chand, 1973.
7 Matinuddin, Kamal Lieutenant General. Tragedy of Errors: East Pakistan Crsis 1968-1971. Lahore: Wajidalis Private Limited, 1994. p47.
8 Hassan Askari Rizvi, the military and politics in Pakistan, 1947-1997, 2013, Sang-e-Meel publications, page 153.

مملکت پاکستان کے معرض وجود میں آتے ہی کچھ عوامل کے نتیجے میں دونوں بازوؤں کا اتحاد تناؤ کا شکار ہو گیا جس میں کچھ نوآبادیاتی اور وسائل کی تقسیم جیسے موروثی عوامل تھے اور کچھ تنگ نظر سیاست کی پیداوار۔ تقسیم کے بعد ملکی قیادت کے ذاتی مفادات نے اقتدار کی راہداریوں میں رہنے کے لیے ''تقسیم کرو اور حکومت کرو'' کی بدنام زمانہ برطانوی پالیسی پر عمل کیا۔ بدقسمتی سے اسی پالیسی نے ہمیں ایک تلخ سیاسی بحران کی جانب دھکیل دیا جس سے فوج بھی ایک عجیب اور مشکل صورتحال سے دوچار ہوئی۔اس صورت حال میں فوج کو ایک سیاسی بحران کو فوجی ذرائع سے حل کرنا پڑا جس سے گریز کیا جانا چاہیے تھا۔ سیاسی مسائل کو سیاسی عمل کے ذریعے حل کرنا ہی بہتر ہوتا ہے۔اس صورت حال نے اس بحران کو مزید پیچیدہ بنا دیا اور آخر کار ہندوستان کی بالادستی کے منصوبوں، اس کی مذموم بیرونی چالوں اور چند بڑے ممالک کی مدد نے جو ہندوستان کو فراہم کی گئی تھی، ہمیں ایسے مقام پر لا کھڑا کیا جہاں سے واپسی نا ممکن تھی۔

وجوہات

سانحہ مشرقی پاکستان کی بہت سی وجوہات ہوسکتی ہیں لیکن ہم آزادی کے 24 سال بعد ہی اس مقام پر کیوں پہنچ گئے جہاں سے واپسی ممکن نہ تھی؟ بڑی وجوہات اور غلط فہمیاں صرف چند تھیں۔ سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ جائز حصہ نہ دینے سے بنگالیوں کی مغربی پاکستان کے لوگوں کے ساتھ ناراضی بڑھ گئی۔اگر باریک بینی سے تجزیہ کیا جائے تو یہ بات عیاں ہو جاتی ہے کہ سیاسی پختگی، بقائے باہمی اور سب سے بڑھ کر ایک دوسرے کو اس کا جائز مقام دینےسے اِس بحران کو ٹالا جا سکتا تھا۔

- **زبان کا مسئلہ**

زبان کا مسئلہ بھی ایک بڑی وجہ تھی۔ اس کا آغاز فروری 1948 میں اُس وقت ہوا جب ایک ہندو رکن اسمبلی مسٹر دھریندرا ناتھ دتہ[4] نے مشرقی پاکستان کی دستور ساز اسمبلی میں ایک قرارداد پیش کی کہ بنگالی زبان کو بھی اردو کے ساتھ اسمبلی کی کارروائی میں استعمال کیا جانا چاہئے۔ وزیر اعظم لیاقت علی خان نے اس تحریک کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ اردو ہندوستانی مسلمانوں کا ثقافتی ورثہ ہے اس لیے صرف اردو کو قومی زبان ہونا چاہیے۔ اس فیصلے کو قائداعظم نے 25 فروری 1948 کو دستور ساز اسمبلی میں دہرایا تھا۔ بعد ازاں ڈھاکہ میں 19 مارچ 1948 کو ڈھاکہ یونیورسٹی کے طلبہ سے خطاب کرتے ہوئے انہوں نے دوبارہ کہا کہ اُردو اور صرف اُردو ہی پاکستان کی قومی زبان ہوگی۔[5] اس بات پر بنگالیوں نے اپنے تحفظات کا اظہار کیا تھا۔

مسٹر دھریندرا ناتھ
(Source: wikiwand.com)

ہماری قیادت بنگالی زبان کی اہمیت اور ملکی ہم آہنگی پر اس کے اثرات کو سمجھنے میں ناکام رہی۔ کافی نقصان پہلے ہی ہو چکا تھا جیسا کہ ایک ہندوستانی دانشور بسنت چڑجی نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ بنگالی زبان کو پاکستان کے خلاف جدوجہد میں

4 Qutubuddin Aziz, Blood and Tears, United Press of Pakistan Ltd, 1974, p:48.
5 Matinuddin, Kamal Lieutenant General. Tragedy of Errors: East Pakistan Crsis 1968-1971. Lahore: Wajidalis Private Limited, 1994. p47.

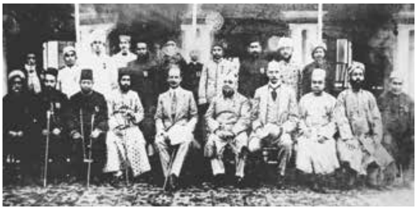

اجلاس آل انڈیا مسلم لیگ - ڈھاکہ 1906
(Source: commons.m.wikimedia.org)

ہوئی لیکن ایسا نہ ملک کے مخصوص جغرافیہ کی وجہ سےاور نہ ہی دو علیحدہ حصوں کی زبان اور ثقافت کے فرق کی وجہ سے ہوا بلکہ یہ حادثہ ہم لوگوں کی حماقتوں، خود غرضی، غیر مخلصانہ رویوں اور ہمارے رہنماؤں کی عاقبت نا اندیشی اور بہت سی وجوہات کے علاوہ، سب سے بڑھ کر یہ کہ ایسا مشرقی پاکستان کے بحران کے دوران بھارت کی طرف سے ادا کیے گئے منفی کردار کی وجہ سے ہوا۔[2] ہر سال دسمبر کا مہینہ آتے ہی 1971 میں پاکستان کے دولخت ہونے کی ناقابل فراموش اور دل دوز یادیں تازہ ہو جاتی ہیں۔نصف صدی قبل 1971 میں ہونے والی ایک بظاہر سیاسی غلطی فوجی تنازع میں بدل گئی جس کا انجام پاکستان کے چہرے پر لگنے والے بدنما داغ کے ساتھ ہوا۔ بھارت کی مکمل طرفداری، حوصلہ افزائی اور اس کے سازشی کردار کی وجہ سے پاکستانی آبادی کا بڑا حصہ مشرقی پاکستان سیاسی مطالبات کی وجہ سے الگ ہو گیا۔

ایک طویل سیاسی بحران، باغیوں کے خلاف فوجی کارروائی اور مشرقی پاکستان میں بھارتی جارحیت کے نتیجے میں 1971 میں پاکستان کا ٹوٹنا، برصغیر کے مسلمانوں کے لیے شاید گزشتہ صدی کا سب سے بڑا المیہ تھا۔ یہ قسمت کی ستم ظریفی تھی کہ یہی بنگالی جو تحریک پاکستان کا سب سے فعال جز تھے آزادی کے صرف 24 سال بعد اسی ملک کو تباہ کرنے کے لیے ڈٹ گئے جو ان کے خوابوں کی تعبیر تھا۔[3] **ایسا کیوں ہوا؟ اس کا جواب اتنا آسان نہیں ہے۔** شاید یہ عمومی طور پر ہماری قیادت کی طرف سے ہونے والی اس بدانتظامی کا مجموعہ نتیجہ تھا جو آزادی کے بعد شروع ہوئی اور خاص طور پر ان رہنماوں کی نااہلی جو اس سانحے کے رونما ہوتے وقت موجود تھے۔ یہ سانحہ، اگرچہ بظاہرایک فوجی شکست تھی،لیکن درحقیقت یہ ایک قومی سیاسی حکمت عملی کے نفاذ میں ہونے والی ناکامی کا نتیجہ تھی۔

اے کے فضل الحق
(Source: tareekhepakistan.com)

اس قومی سانحہ کا ذمہ دار کس کو ٹھہرایا جائے؟ کسی ایک فرد یا واقعہ کو پاکستان کے دو لخت ہونے کا ذمہ دار نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ سانحہ ہماری تاریخ کے مختلف مواقع پر متعدد لوگوں کی طرف سے کی گئی غلطیوں کا مجموعہ تھا جس کے نتیجے میں مشرقی بازو کی علیحدگی ہوئی۔ہمارے اندرونی انتشار نے بھارت کو اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کا سنہری موقع فراہم کیا۔ کسی قوم کی سالمیت صرف اس ملک کی فوجی قوت اور اس کی سپاہ کے حجم پر منحصر نہیں ہوتی بلکہ معاشی اور سیاسی استحکام بھی کسی ملک کی سلامتی کے لیے اتنا ہی ضروری ہوتا ہے جتنا کہ باقی چیزیں۔

2 Matinuddin, Kamal Lieutenant General. Tragedy of Errors: East Pakistan Crsis 1968-1971. Lahore: Wajidalis Private Limited, 1994.

3 Matinuddin, Kamal Lieutenant General. Tragedy of Errors: East Pakistan Crsis 1968-1971. Lahore: Wajidalis Private Limited, 1994.

مشرقی پاکستان 1971

اُنسیّت سے اجنبیت تک

پاکستان برصغیر پاک و ہند کے مسلمانوں کے لیے 1947 کو معرض وجود میں آیا۔ اس تقریباً ناممکن کام کے حصول کے لیے مسلمان قائد اعظم محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں اکھٹے ہوئے۔ ڈھاکہ میں مسلم لیگ کے قیام (1906)کے 41 سال اورلاہور میں قرارداد پاکستان (1940)کی منظوری کے صرف 7 سال بعد یہ معجزہ رونما ہوگیا۔ یہ ملک دو حصوں میں وجود پذیر ہوامشرقی بنگال مشرقی پاکستان بن گیا اور مغربی پنجاب، سندھ، بلوچستان اور شمال مغربی سرحدی صوبہ کے مسلم اکثریتی علاقے مغربی پاکستان کہلائے۔تاہم

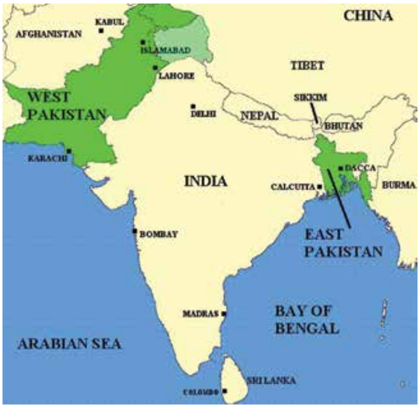

نقشہ: مشرقی و مغربی پاکستان
(Source: quora.com)

مسلسل جدوجہد، بے شمار قربانیوں، ناقابل بیان تکالیف اورتاریخ انسانی کی سب سے بڑی ہجرت کے بعد 14 اگست 1947 کو وجود میں آنے والی

قائداعظم ڈھاکہ میں خطاب کرتے ہوئے
(Source: pakistan.gov.pk)

قوم اس سفر کے دوران اپنی شناخت کھو بیٹھی۔ ستم ظریفی یہ ہے کہ قائداعظم نے اس کے متعلق واضح طور پر متنبہ کیا تھا جب انھوں نے 21 مارچ 1948 کو ڈھاکہ میں مشرقی پاکستان کے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے انھیں صوبائیت ترک کرنے کی نصیحت کی تھی اور اُس کے منفی انجام کے متعلق اگاہ کر دیا تھا۔[1]

بہت سے مغربی اور ہندوستانی مصنفین نے غیر منصفانہ تجزیہ کرتے ہوئے پاکستان کی تخلیق کو جغرافیائی طور پر غیر فطری اور بنیادی طور پر مسائل سے دوچار ہونے والا ملک قرار دیا تھا۔ ہندوستانی کانگریسی رہنما مولانا ابوالکلام آزاد نے پیش گوئی کی تھی کہ پاکستان اپنی موجودہ شکل میں ایک چوتھائی صدی سے زیادہ نہیں چل سکے گا۔ بدقسمتی سے یہ پیشین گوئی سچ ثابت

مولانا ابوالکلام آزاد
(Source: educationtimes.com)

1 Nawaz, Shuja. Cross Swords: Pakistan, Its Army and the Wars Within. Karachi: Oxford University Press, 2008. p-77.

دیباچہ

سانحۂ مشرقی پاکستان(سقوطِ ڈھاکہ) کو رونما ہوئے نصف صدی سے زائد کا عرصہ گزر چکا مگر اس سانحے کی دلخراش یادیں ابھی تک ہمارے ذہنوں میں محفوظ ہیں۔ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے بعد ابھی ربع صدی بھی نہ گزری تھی کہ اس کا مشرقی حصہ مغربی حصے سے جدا ہوکر ”بنگلہ دیش“ بن گیا۔ سانحۂ مشرقی پاکستان قومی سطح پر ایک اجتماعی غلطی تھی جس کے لیے فوج، بیوروکریسی یا سیاسی قیادت میں سے کسی ایک کو موردِ الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ضرورت اس اَمر کی ہے کہ مستقبل میں ان غلطیوں کو دُہرانے سے گریز کیا جائے ، اس سانحے کی آڑ میں قومی اداروں کو تضحیک کا نشانہ بنانے سے اجتناب کیاجائے اور اعدادوشمار کی روشنی میں حقائق سامنے لائے جائیں۔ مادرِ وطن کی نظریاتی اور جغرافیائی سرحدوں کی حفاظت ہم سب کی قومی ذمہ داری ہے۔ سیاسی مسائل کوسیاسی عمل کے ذریعے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اورضرورت پڑنے پر فوجی طاقت کا استعمال سیاسی اتفاق رائے اور عوام کی منشا کے مطابق ہونا چاہیے۔قومی مفادات کو ذاتی مفادات پر ترجیح دے کر مسائل کا حل تلاش کرنا ہی دانش مندی ہے۔

”مشرقی پاکستان 1971: انسیّت سے اجنبیت تک“ میرے انگریزی زبان میں لکھے گئے آرٹیکل "A 1000 Miles Apart- East Pakistan Crisis 1971" کا اُردو ترجمہ ہے جو آرمی انسٹیٹیوٹ آف ملٹری ہسٹری (AIMH) کے شش ماہی جریدے Bugle & Trumpet کے صفحات پر دو اقساط میں شائع ہو چکا ہے۔میں نے اس کتابچے (Monograph) میں حقائق کی روشنی میں سانحۂ مشرقی پاکستان کی وجوہات، بنگالیوں کی غلط فہمیاں اور ہندوستان کے منفی کردار کو اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نے ان غلطیوں کی نشاندہی کرنے کی کوشش بھی کی ہے جو ہماری فوجی اور سیاسی قیادت سے دانستہ یا نادانستہ طور پرسرزد ہوئیں۔میرا تجزیہ کس حد تک درست ہے اس کا فیصلہ قارئین نے کرنا ہے۔

ترجمہ و تلخیص اگرچہ ایک مشکل کام ہے جو اصل تصنیف کا نعم البدل نہیں ہو سکتا مگر لیفٹیننٹ کرنل خالد مصطفیٰ(ریٹائرڈ)نے، جو ترجمے کے فن میں وسیع تجربہ رکھتے ہیں، میرے مافی الضمیر کو مِن و عن اُردو قالب میں ڈھالا جو اصل مضمون کے قریب تر ہے۔ مزید براں لیفٹیننٹ کرنل حسّان جاوید (AEC) نے بھی اس مونوگراف کی اشاعت میں اہم کردار ادا کیا۔ اُمید ہے ہماری یہ کاوش آپ کو پسند آئے گی۔

بریگیڈیئر ناصر شفیق(ریٹائرڈ)، ستارۂ امتیاز (ملٹری)
ڈائریکٹر ریسرچ، آرمی انسٹیٹیوٹ آف ملٹری ہسٹری
راولپنڈی

فہرست

صفحہ نمبر

1 مشرقی پاکستان 1971 (اُنسیّت سے اَجنیت تک)
3 وجوہات
6 آپریشن سرچ لائٹ
7 بھارت کا کردار
8 بین الاقوامی ماحول
9 بھارتی مداخلت
9 مشرقی پاکستان کا جغرافیہ
10 ہندوستان کی جنگی حکمت عملی
12 پاکستان کی جنگی حکمت عملی
13 مکتی باہنی کی کاروائیاں
14 بھارتی جارحیت اور جنگ کا آغاز
19 سقوط ڈھاکہ
21 اجتماعی قتل کی ان کہی داستانیں
23 من گھڑت کہانیاں اور حقیقتیں
25 تجزیہ اور آئندہ کا لائحہ عمل

مشرقی پاکستان 1971
اُنسیّت سے اجنبیت تک

تحریر: بریگیڈیئر ناصر شفیق (ریٹائرڈ)، ستارۂ امتیاز (ملٹری)
اُردو ترجمہ و تلخیص: لیفٹیننٹ کرنل خالد مصطفی (ریٹائرڈ)
نظر ثانی (ترجمہ): لیفٹیننٹ کرنل حسّان جاوید (AEC)

اس کتابچے کے مندرجات مصنّف کی ذاتی رائے اور فِکری ملکیت ہیں۔ جس سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ کتابچے کے متن کا کوئی بھی حصہ مصنّف اور ادارے کا حوالہ دے کر نقل یا استعمال کیا جاسکتا ہے۔

جملہ حقوق محفوظ ہیں

© آرمی انسٹیٹیوٹ آف ملٹری ہسٹری 2023

تاریخی مونو گراف سیریز

آرمی انسٹیٹیوٹ آف ملٹری ہسٹری

پاکستان

مشرقی پاکستان 1971

اُنسیّت سے اَجنبیت تک

تحریر: بریگیڈیئر ناصر شفیق (ریٹائرڈ)، ستارہ امتیاز (ملٹری)

اُردو ترجمہ و تلخیص: لیفٹیننٹ کرنل خالد مصطفیٰ (ریٹائرڈ)

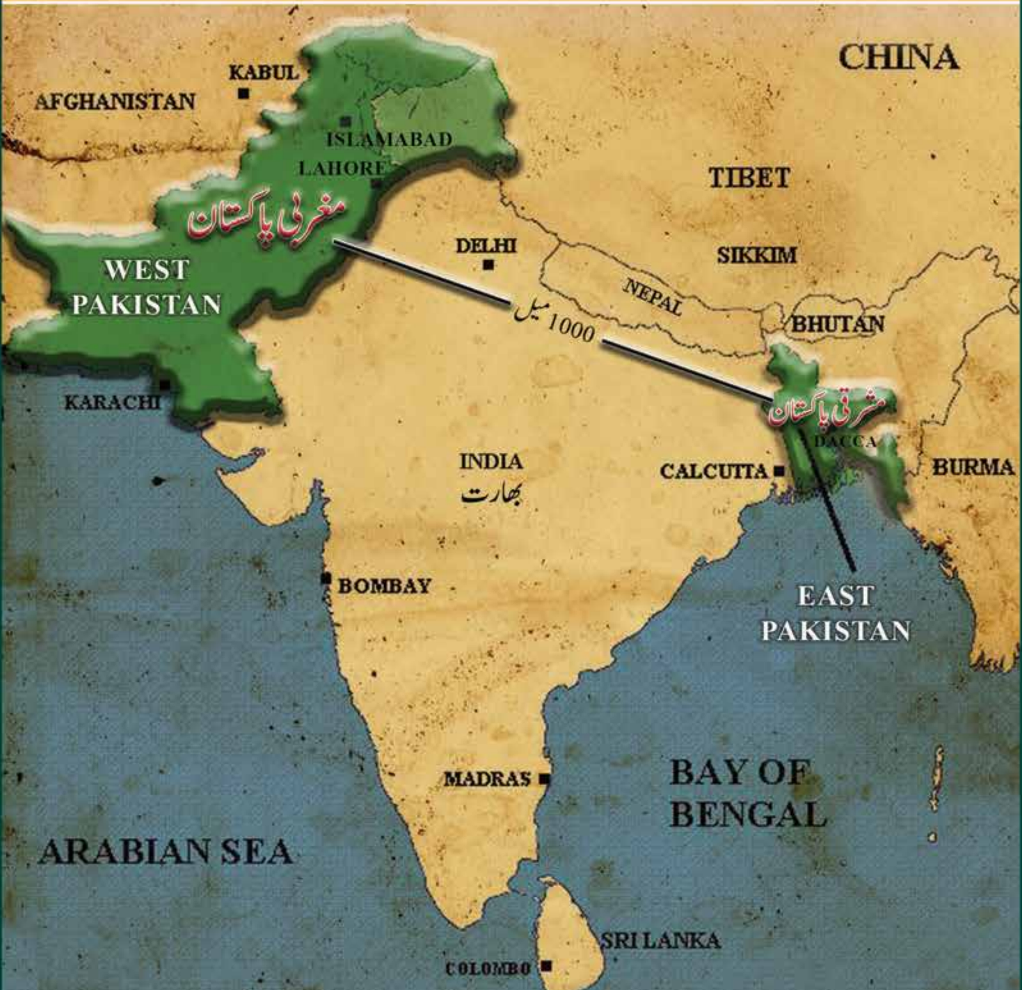

نمبر-5

اگست 2023